Postal Reg.No:PB-0258/2002

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 51 شمارہ 11

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

28 ذی الحجہ 1422 ہجری 13 امان 1381 ہش 13 مارچ 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان 9 مارچ 2002ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

کل حضور پرنور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت 'العزیز' کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی، کامل شفایابی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

ہندو اور مسلمانوں کو شہزادۂ امن و سلامتی بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی دردمندانہ نصائح

جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اسکی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے

ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں۔ پس ایک عقل مند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے۔ بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا۔ اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور مشیخت سے حقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغ حقارت سے نہیں بچے گی اور اگر کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔ آپ لوگ بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے۔ دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازت آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے پس اس دشوار گذار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر دے اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے۔

ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جب کہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلا نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آ رہے ہیں۔ قحط پڑ رہا ہے اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور برے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیری مصیبتوں کے بیچ میں آ کر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سو اے ہموطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ اور چاہئے کہ ہندو و مسلمان باہم صلح کر لیں اور جس قوم میں کوئی زیادتی ہے جو وہ صلح کی مانع ہو اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اسی قوم کی گردن پر ہوگا۔

(پیغام صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 444-443)

خصوصی درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کے علاج کے سلسلہ میں ان دنوں حیدرآباد میں مقیم ہیں۔ موصولہ اطلاع کے مطابق محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کے پتہ کا آپریشن حیدرآباد میں ہو چکا ہے آپریشن کامیاب رہا۔ اب بفضلہ تعالیٰ رو بصحت ہیں چند دن بعد گھٹنے کا آپریشن ہونا ہے جس کے لئے مختلف ڈاکٹروں سے مشورے کئے جا رہے ہیں احباب جماعت سے اس آپریشن کی کامیابی اور بعد آپریشن ہر طرح کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے اور محترم صاحبزادہ صاحب اور بیگم صاحبہ کی بخیریت قادیان واپسی کے لئے احباب دعائیں جاری رکھیں۔ (ادارہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان۔

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

13 مارچ 2002ء | اداریہ | ہفت روزہ بدر قادیان

امن وسلامتی کے قیام کے لئے

شہزادۂ امن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لامثال کوششیں

(قسط-2)

ایک طرف انگریز ہمارے وطن عزیز ہندوستان پر قابض تھے تو دوسری طرف ہم میں سے ہی بعض خواہ ہندو ہوں یا مسلمان اپنے ہی بھائیوں سے لڑنے مرنے کے لئے آمادہ تھے اسی طرح مذاہب میں موجود مختلف فرقے سناتنی، آریہ کیتھولک، پروٹسٹنٹ، سنی، شیعہ بھی ایک دوسرے سے برسر پیکار تھے اور ایسا محسوس ہوتا تھا گویا مذہب کا مطلب ہی فتنہ وفساد برپا کرنا اور انسانیت کا خون بہانا ہے۔ اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ مذہبی لوگوں کا یہی ظلم ونساد دہریت اور لادینیت کو جنم دینے کا ذمہ دار ہے۔ ایسے خوفناک ماحول میں حضرت بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے پیار ومحبت سے بھرا ہوا یہ اعلان فرمایا:-

"میں بکمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتان ہندوآن و آریان یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں ...... میں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اٹھائی جائے اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں ...... میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدۂ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول" (اربعین صفحہ 1 اور 2)

مذہبی فضا میں امن کے قیام کے متعلق ضروری ہے کہ دین کے معاملہ میں جبر وتشدد نہ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

1)...... لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔ (البقرہ آیت نمبر 257)

ترجمہ:- دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر (جائز) نہیں کیونکہ ہدایت اور گمراہی کا (باہم) فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔

2)...... وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ۔ ((الکھف:30))

ترجمہ:- لوگوں کو کہہ دے کہ یہ سچائی تمہارے رب کی طرف سے ہی نازل ہوئی ہے پس جو چاہے اس پر ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کر دے۔

مذہبی فضا میں امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے معبودان اور مذہبی بزرگوں کو برے ناموں سے یاد نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں مسلمانوں کو جو حسین تعلیم دی ہے وہ اس طرح ہے

3)...... وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام:109)

ترجمہ:- اور تم انہیں جنہیں وہ اللہ کے سوا (دعاؤں میں) پکارتے ہیں گالیاں نہ دو نہیں تو وہ دشمن ہو کر جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔

اب دیکھو کہ باوجودیکہ خدا کی تعلیم کی رو سے بت کچھ چیز نہیں ہیں مگر پھر بھی خدا مسلمانوں کو یہ اخلاق سکھاتا ہے کہ بتوں کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مشتعل ہو کر خدا کو گالیاں نکالیں اور ان گالیوں کے تم باعث ٹھہر جاؤ۔

☆ امن عالم کے سلسلہ میں قرآن مجید نے ایک تعلیم یہ بھی دی ہے کہ دنیا میں مبعوث ہونے والے تمام انبیاء رسل، رشی، منی، اوتاروں کو عزت کی نظر سے دیکھا جائے اور ان کے درمیاں تفریق نہ ڈالی جائے چنانچہ فرمایا:-

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (آل عمران آیت نمبر 85)

ترجمہ:- تم اے مسلمانو! یہ کہو کہ ہم دنیا کے تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں یہ تفرقہ نہیں ڈالتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کو رد کر دیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اسلام وہ پاک اور صلح کا مذہب تھا جس نے کسی قوم کے پیشوا پر حملہ نہیں کیا اور قرآن وہ قابل تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد ڈالی اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا" (پیغام صلح صفحہ 30)

امن عالم کے قیام کے سلسلہ میں اور احترام انسانیت کے سلسلہ میں سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بے نظیر تعلیم دنیا کے سامنے رکھی وہ اس طرح ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبۂ حج میں جو ایک لحاظ سے آپ کی وصیت تھی فرمایا:-

"میری بات کو غور سے سنو! میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد پھر کبھی تم لوگوں کے درمیان اس میدان میں کھڑے ہو کر کوئی تقریر کر سکوں۔ آج جاہلیت کے تمام دستور میں اپنے پاؤں کے تلے روندتا ہوں۔ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (یعنی آدم) بھی ایک تھا۔ سنو! کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ غیر عربی کو عربی پر کسی قسم کی کوئی فوقیت ہے۔ نہ سیاہ کو سرخ پر نہ سرخ کو سیاہ پر کوئی فضیلت ہے ...... تا قیامت تمہارے مال تمہاری جانیں اور عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں۔ جاہلیت کے سب سود آج ختم ہیں ...... تم تمام انسان خواہ کسی قسم یا کسی حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو یہ کہتے ہوئے آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملائیں اور فرمایا جس طرح دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو...... جس طرح یہ دن مقدس ہے یہ علاقہ مقدس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے پھر فرمایا یہ باتیں جو میں تم سے آج کہتا ہوں ان کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو"

(بحوالہ دیباچہ تفسیر القرآن مصنفہ حضرت مصلح موعودؓ)

آج وقت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آخری نصیحت اور وصیت کو دنیا میں ڈنکے کی چوٹ سے پھیلایا جائے کیونکہ آج اس عظیم الشان خطاب کی تشہیر اور اس پر عمل پیرا ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ لیکن اب یہ کام کسی کے بس کی بات نہیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام، آپ کے خلفاء عظام اور اس جماعت کو مامور فرمایا ہے جس کا نام جماعت احمدیہ ہے۔

(منیر احمد خادم)

نہایت خوفناک اور قابل مذمت!

......(2)......

آنے والے 15 اگست کو ملک کو آزاد ہوئے 55 سال کا عرصہ گزر جائے گا۔ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آزادی حاصل کئے ہم کو نصف صدی سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہے جس دوران ایک نسل جوان ہو کر بڑھاپے کی طرف رواں دواں ہے اور جن بزرگوں کے زمانہ میں ملک کو آزادی حاصل ہوئی تھی اس وقت ان میں سے کئی تو اس دنیا میں رہے نہیں اور جو ہیں وہ دنیا کی سرگرمیوں سے بے نیاز سفر آخرت کی فکر میں ہیں۔

آزادی کے وقت اس ملک کا جو حال ہوا وہ آج کے لوگوں نے بس کتابوں میں پڑھا ہے کہا جاتا ہے کہ ہم لوگ تو ایک تھے ہم میں اتحاد واتفاق تھا لیکن انگریز کی پالیسی کے نتیجہ میں یہ ملک دو ٹکڑوں میں کٹ گیا اور ہند و پاک کی شکل میں دو آزاد ریاستیں عمل میں آئیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے ذمہ دار انگریز نہیں ہیں اس کے ذمہ دار خود ہم لوگ ہیں۔ آزادی سے پہلے بھی ملک میں بعض جگہوں پر ہندو اور مسلمانوں کے خون آشام فسادات ہو چکے ہیں اور اس کی ایک بڑی وجہ دراصل یہ ہے کہ ہندوؤں کے بالخصوص اونچی ذات کے طبقے نے اپنے علاوہ دوسروں کو چاہے وہ ہندو ہوں یا مسلمان کبھی بھی برداشت نہیں کیا چنانچہ آج بھی یوپی اور بہار کے بعض علاقوں میں اونچی ذات کے ہندوؤں کی طرف سے نیچی ذات کے ہندوؤں کے اجتماعی قتل کی وارداتیں منظر عام پر آتی رہتی ہیں اور یہی حال مسلمانوں کے ساتھ ہے کہ مسلمانوں کو بھی خاص طور پر دیہاتوں میں شودروں اور نیچی ذات کے ہندوؤں کے برابر درجہ دیا جاتا ہے کھانے پینے اور رہنے سہنے اور تعلقات میں ایک خاص طبقہ ان سے آج بھی امتیاز روا رکھتا ہے اور تعصب کی وجہ سے انہیں ملک کی ترقی اور دیگر وسائل سے محروم رکھا جاتا ہے اور یہ تعصب اور کٹر واد جو عام طور پر دبا رہتا ہے فساد کے دنوں میں خوب کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

حالانکہ ان پچپن سالوں میں کاغذی اعتبار سے تو ہم نے بہت ترقی کی ہے ہم بار بار یہ بھی کہتے ہیں کہ چھوا چھوت ایک جرم ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے لیکن بہت مشکل سے اس کا اثر صرف شہر کے بعض تعلیم یافتہ طبقوں میں ہوا

باقی صفحہ (23) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبه جمعه

معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رازق و رزّاق کا تذکرہ

وقف جدید کے نئے سال کا اعلان۔ دنیا بھر کی جماعتوں میں امریکہ اول نمبر پر ہے، پاکستان دوم اور برطانیہ تیسرے نمبر پر رہا۔ جرمنی چوتھے نمبر پر آیا

۱۱۰ ممالک کے ۳ لاکھ ۵۵ ہزار سے زائد افراد وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو چکے ہیں

جماعت احمدیہ عالمگیر کو نئے سال کی مبارکباد۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو جماعت کے لئے غیر معمولی ترقیات و فتوحات کا سال بنا دے اور اپنے بندے حضرت مسیح موعودؑ سے جو وعدے کئے تھے ان کا فیض ہر احمدی کو پہنچتا رہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۴ر جنوری ۲۰۰۲ء بمطابق ۴ر صلح ۱۳۸۱ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔
الحمد لله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

تحریک جدید کے سال نو کے اعلان کے وقت مَیں نے اللہ تعالیٰ کی صفت رازق اور رزّاق کے موضوع پر خطبہ بیان کیا تھا۔ آج انشاء اللہ تعالیٰ وقف جدید کے نئے سال کا اعلان ہونا ہے۔ اس موقع پر مَیں صفت رزاقیت کے مضمون ہی کو آگے بڑھاؤں گا اور جو حصہ باقی بچے گا وہ انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان کیا جائے گا۔

پہلی آیت سورۃ الرعد کی ۲۷ ویں آیت ہے ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ. وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ﴾۔ اللہ جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے۔ اور وہ لوگ دنیا کی زندگی پر ہی خوش ہو گئے ہیں اور آخرت میں دنیا کی زندگی کی حقیقت ایک معمولی سامانِ عیش کے سوا کچھ نہ ہو گی۔

دوسرا ہے ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ لَهٗ. اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ﴾ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے اس کے لئے رزق تنگ کر دیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اب سورۃ الروم کی آیت ۳۸ ویں ہے۔ ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ. اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے۔ یقیناً اس میں ایمان لانے والی قوم کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔

پھر سورۃ السبا کی چالیسویں آیت ہے ﴿اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ. وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَىْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾ تو کہہ دے کہ یقیناً میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور کبھی اس کے لئے رزق تنگ بھی کر دیتا ہے اور جو چیز بھی تم خرچ کرتے ہو تو وہی ہے جو اس کا بدلہ دیتا ہے اور وہ رزق عطا کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے عہد مبارک میں (خوراک کی) قیمتیں بڑھ گئیں تو لوگوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے لئے قیمتیں مقرر فرما دیں۔ آپؐ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ ہی قیمتیں مقرر فرمانے والا ہے، تنگی پیدا کرنے والا ہے، فراخی عطا کرنے والا ہے اور رزق دینے والا ہے۔ اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ مَیں اپنے ربّ سے ایسے حال میں ملوں گا کہ تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہو گا جو کسی خونی یا مالی جھگڑے کے بارہ میں ظلم کا الزام دے کر مجھ سے بدلہ کا مطالبہ کر سکے۔ (ترمذی۔ کتاب البیوع)

اس حدیث میں خاص طور پر یہ بات قابل ذکر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا بیان فرمودہ بہت ہی عمدہ اقتصادی اصول ہے۔ اقتصادی اصولوں کو جبراً حکومت کی وجہ سے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کوئی مہنگائی ہو رہی ہے تو زبردستی مہنگائی کم کریں گے تو وہ چیزیں ایک دم غائب ہو جائیں گی جو مارکیٹ سے کم سے کم کچھ مہنگی قیمت پہ مِل تو جاتی تھیں۔ تو یہ ایسا بنیادی اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے جس کے نتیجہ میں یہ سبق ہمیشہ کے لئے ہمیں ملتا ہے کہ اقتصادیات پر جبر کوئی نہیں ہوا کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے انکار فرما دیا کہ مَیں ہرگز اقتصادی جبر نہیں کروں گا۔ جس قیمت پر جو ملتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے قانون بنایا ہے اس کے مطابق عمل کرو۔

ابن ماجہ کتاب الادب میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر غم سے رہائی کی راہ نکال دیتا ہے اور ہر تنگی سے سہولت پیدا کر دیتا ہے۔ اور اسے ان راہوں سے رزق عطا کرتا ہے جس کا وہ گمان نہیں کر سکتا۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"قبض بسط رزق کا سِرّ ایسا ہے کہ انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتا"۔ سمجھ میں نہیں آتا کیوں کسی کا رزق کم کیا گیا ہے، کیوں کسی کا رزق زیادہ کیا گیا ہے۔ "ایک طرف تو مومنوں سے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں وعدے کئے ہیں مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ یعنی جو اللہ پر توکّل کرتا ہے اس کے لئے اللہ کافی ہے۔ پھر ہے مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ جو اللہ تعالیٰ کیلئے تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کو معلوم بھی نہیں ہوتا ...... پھر باوجود ان وعدوں کے دیکھا جاتا ہے کہ کئی آدمی جو صالح اور متقی اور نیک بخت ہوتے ہیں اور ان کا شعارِ اسلام صحیح ہوتا ہے مگر وہ رزق سے تنگ ہیں۔ رات کو ہے تو دن کو نہیں، دن کو ہے تو رات کو نہیں......۔

اِس قسم کے واقعات ہوتے ہیں مگر تجربہ دلالت کرتا ہے کہ یہ امور خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ وعدے جو خدا تعالیٰ نے کئے ہیں کہ متقیوں کو خود اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں بیان کیا ہے یہ سب سچے ہیں۔ اور سلسلۂ اہل اللہ کی طرف دیکھا جاوے تو کوئی ابرار میں سے ایسا نہیں ہے کہ بھوکا مرا ہو۔ مومنوں نے جن پر شہادت دی اور جن کو اتقیاء مان لیا گیا ہے یہی نہیں کہ وہ فقر و فاقہ سے بچے ہوئے تھے گو اعلیٰ درجہ کی خوشحالیاں نہ ہوں مگر اس قسم کا اِضطراری فقر و فاقہ بھی کبھی نہیں ہوا کہ عذاب محسوس کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فقر اختیار کیا ہوا تھا مگر آپ ﷺ کی سخاوت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خود آپؐ نے اختیار کیا ہوا تھا نہ کہ بطور سزا تھا۔ غرض اِس راہ میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ بعض ایسے لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ بظاہر متقی اور صالح ہوتے ہیں مگر رزق سے تنگ ہوتے ہیں۔ ان سب حالات کو دیکھ کر آخر یہی کہنا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے تو سب سچے ہیں لیکن انسانی کمزوری ہی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔"

(الحکم۔ جلد ۶۔ نمبر ۳۰۔ بتاریخ ۲۴/ اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہِ نجات تقویٰ ہی ہے۔...... کوئی یہ نہ کہے کہ کفار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنی عیش و عشرت میں مُنہمک اور مست رہتے ہیں۔

مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں بلکہ ذلیل دنیاداروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں مگر در حقیقت وہ ایک جلن اور دُکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تم نے ان کی صورت کو دیکھا ہے مگر مَیں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ کرتا ہوں۔ وہ ایک سعیر اور سلاسل و اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں۔" (الحکم. جلد ۵. نمبر ۱۱. بتاریخ ۲۴/ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا، اس کو اللہ تعالیٰ ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ جس طور سے معلوم بھی نہ ہوگا۔ رزق کا خاص طور سے اِس واسطے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ حرام مال جمع کرتے ہیں اگر وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں اور تقویٰ سے کام لیں تو خدا (تعالیٰ) ان کو خود رزق پہنچادے۔" (البدر. جلد ۲. نمبر ۲۸. بتاریخ ۳۱/ جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ اوّل)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکّل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکّل کرے، مَیں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔"

(بدر. جلد ۶. نمبر ۳۸. بتاریخ ۱۹/ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۷)

پھر یہ آیت قرآنی ﴿قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خِلٰلٌ﴾ (ابراہیم: ۳۲) تو میرے اُن بندوں سے کہہ دے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے مخفی طور پر بھی اور علانیہ طور پر بھی خرچ کریں پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی اور نہ کوئی دوستی (کام آئے گی)۔

جو علانیہ ہے یہ بھی دکھاوے کی خاطر نہیں ہے بلکہ اس غرض سے ہے تاکہ دوسروں کو بھی تحریک ہو۔ تو ہر شخص کی نیتوں کا حال اللہ بہتر جانتا ہے اگر اس نیت سے کوئی علانیہ بھی کرتا ہے کہ میرے علانیہ خرچ کرنے سے دوسروں کو تحریک ہوگی تو اس کی اجازت ہے۔ اگر کوئی مخفی اس لئے خرچ کرتا ہے کہ میرے نفس میں موٹائی نہ آجائے، مجھے اپنے نفس کی طرف سے دھوکہ نہ لگ جائے تو یہ اور بھی بہتر ہے۔ تو ہمارے چندوں کی تحریک میں بھی یہ دونوں طریق جائز ہیں۔ علانیہ بھی کئے جاتے ہیں۔ لیکن جو شخص دکھاوے کے لئے کرتے ہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ پھر چندہ ادا نہیں کیا کرتے، وہ صرف وعدے بڑے بڑے لکھادیتے ہیں پھر ان کو کبھی بھی چندہ ادا کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔

پھر سورۃ فاطر کی آیت ۳۰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ﴾ (سورۃ فاطر: ۳۰) یقیناً وہ لوگ جو کتاب اللہ پڑھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اس میں سے جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور اعلانیہ بھی، وہ ایسی تجارت کی امید لگائے ہوئے ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی۔

دیکھو دنیا کی تجارتیں تو تباہ ہوتی رہتی ہیں اور بڑی بڑی تجارتیں بھی، کتنی بڑی بھی ہوں، لاکھوں کروڑوں کی ہوں وہ بھی جب کام ٹوٹتا ہے تو پتہ بھی نہیں لگتا کہ پیسے گئے کہاں۔ بعض لوگ اپنی حماقت کی وجہ سے ناجائز توقعات پر خرچ کرتے ہیں۔ ابھی تجارت شروع بھی نہیں ہوئی ہوتی، اس امید پر کہ تجارت کا مال بہت آئے گا، وہ اپنے خرچ بڑھادیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہمیشہ بے برکتی ہوتی ہے۔ تو رزق کا حال تو اللہ بہتر جانتا ہے وہ دلوں کو جانتا ہے اس لئے اس کے مطابق ان سے سلوک کرتا ہے۔ اس لئے یہ خیال غلط ہے کہ کوئی کہہ دے کہ نیک اولاد تھی پھر کیوں اس کو ایسا ہوا، اس کے دل کے اوپر اللہ تعالیٰ کی نظر ہے وہ اگر دکھاوے لئے بات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں کبھی برکت نہیں ڈالے گا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے ابن آدم! اگر تُو مال خرچ کرے گا تو یہ تیرے لئے بہتر ہوگا اور اگر تُو اسے روکے گا تو یہ تیرے لئے بہت بُرا ہوگا۔ ہاں ایسی حالت میں تجھ پر کوئی ملامت نہیں کہ جب تُو بمشکل گزارہ کر رہا ہو اور تُو اُس سے شروع کر جس کا نان و نفقہ تیرے ذمہ ہے۔ اور (یاد رکھ کہ) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (مسند احمد بن حنبل. باقی مسند الانصار)

حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: صدقہ (یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ) کیا کرو کیونکہ تم پہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب ایک شخص اپنا صدقہ (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جانے والا مال) لئے پھرے گا مگر جس کو وہ دیا جاتا ہے وہ کہے گا کہ اگر تُو اسے کل لاتا تو مَیں قبول کرلیتا مگر مَیں آج نہیں کروں گا۔

(سنن نسائی. کتاب الزکوٰۃ)

بخاری کتاب التمنّی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صرف دو آدمی ایسے ہیں جن کے بارہ میں حسد (یعنی رشک) جائز ہے۔ ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن عطا کیا ہو اور وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہو۔ (اس پر رشک کرنے والا کہتا ہے) کاش مجھے بھی ویسی چیز دی جاتی جو اُسے دی گئی ہے تو مَیں بھی ویسے ہی کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔ اور دوسرا شخص وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو جس کو وہ وہاں خرچ کرتا ہے جہاں خرچ کرنے کا حق ہے (اس پر رشک کرنے والا کہتا ہے) کاش مجھے بھی ویسی چیز دی جاتی جو اسے دی گئی تو مَیں بھی ویسے ہی کرتا جیسے یہ کرتا ہے۔ (بخاری. کتاب التمنّی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے خرچ میں سے کچھ خرچ کرتی ہے، بشرطیکہ اس سے فساد پیدا نہ ہو، تو اس کو اس کے خرچ کرنے کی وجہ سے اجر ملے گا جبکہ اس کے خاوند کو بھی اس کا اجر ملے گا کیونکہ وہ مال وہی کما کر لایا ہے۔ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

اب شرط اس کی یہی ہے کہ مال خاوند نے کمایا ہو۔ بعض لوگ بیویوں کی کمائی پر بیٹھے رہتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں اور اس میں جو وہ خرچ کرتے ہیں اور ان کا کوئی خرچ نہیں ہے۔ اصل خرچ وہی ہے جو خاوند کما کر لائے اور اس میں سے بیوی ہاتھ روک کر کچھ بچائے اور پھر صدقہ خیرات کرے تو اس کی جزا دونوں کو ملتی ہے، خاوند کو بھی اور بیوی کو بھی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"اے ایمان والو! تم ان مالوں میں سے لوگوں کو بطریق سخاوت یا احسان یا صدقہ وغیرہ دو، جو تمہاری پاک کمائی ہے یعنی جس میں چوری یا رشوت یا خیانت یا غبن کا مال یا ظلم کے روپیہ کی آمیزش نہیں۔ اور یہ قصد تمہارے دل سے دُور رہے کہ ناپاک مال لوگوں کو دو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اپنی خیرات اور مروّت کو احسان رکھنے اور دکھ دینے کے ساتھ باطل مت کرو یعنی اپنے ممنون منّت کو کبھی یہ نہ جتلاؤ کہ ہم نے تجھے یہ دیا تھا اور نہ اس کو دُکھ دو کہ اس طرح تمہارا احسان باطل ہوگا۔ اور نہ ایسا طریق پکڑو کہ تم اپنے مالوں کو ریاکاری کے ساتھ خرچ کرو۔...... سچے نیکوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ تکلیفوں اور کم آمدنی کی حالت میں اور قحط کے دنوں میں سخاوت سے تنگ دل نہیں ہو جاتے بلکہ تنگی کی حالت میں بھی اپنے مقدور کے موافق سخاوت کرتے رہتے ہیں۔ وہ کبھی پوشیدہ خیرات کرتے ہیں اور کبھی ظاہر۔ پوشیدہ اس لئے کہ تا ریاکاری سے بچیں اور ظاہر اس لئے کہ تا دوسروں کو ترغیب دیں۔ خیرات اور صدقات وغیرہ پر جو مال دیا جائے اس میں یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ پہلے جس قدر محتاج ہیں ان کو دیا جائے۔ ہاں جو خیرات کے مال کا تعہّد کریں یا اس کے لئے انتظام و اہتمام کریں، اُن کو خیرات کے مال سے کچھ مال مل سکتا ہے"۔

مطلب ہے اب خیرات کے مال کا انتظام کرنے والے جو لوگ ہیں ان کے لئے، خواہ صدقہ اکٹھا کر رہے ہوں اس مال میں سے کچھ اپنی ذات پر خرچ کرنا اپنی ضرورت کے لئے یہ ان کے لئے صدقہ ہرگز نہیں ہے، یہ اپنے کام کی محنت کا اجر ہے۔

شریف جیولرز
شریف جیولرز
روایتی
زیورات
جدید فیشن
کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

”اور نیز کسی کو بدی سے بچانے کے لئے بھی اس مال میں سے دے سکتے ہیں۔ ایسا ہی وہ مال غلاموں کے آزاد کرنے کے لئے اور محتاج اور قرضداروں اور آفت زدہ لوگوں کی مدد کے لئے بھی اور دوسری راہوں میں جو محض خدا کے لئے ہوں وہ مال خرچ ہوگا۔ تم حقیقی نیکی کو ہرگز نہیں پاسکتے جب تک کہ بنی نوع کی ہمدردی میں وہ مال خرچ نہ کرو جو تمہارا پیارا مال ہے۔ غریبوں کا حق ادا کرو۔ مسکینوں کو دو۔ مسافروں کی خدمت کرو۔ اور فضولیوں سے اپنے تئیں بچاؤ یعنی بیاہوں شادیوں میں اور طرح طرح کی عیاشی کی جگہوں میں اور لڑکا پیدا ہونے کی رسوم میں جو اسراف سے مال خرچ کیا جاتا ہے اس سے اپنے تئیں بچاؤ۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن۔ جلد ۱۰۔ صفحہ ۳۵۶ تا ۳۵۸)

پھر سورۃ المنافقون کی آیت ہے: ﴿وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (سورۃ المنافقون آیت ۱۱) اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو وہ کہے اے میرے ربّ! کاش تو نے مجھے تھوڑی سی مدّت تک مہلت دی ہوتی تو میں ضرور صدقات دیتا اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ مومن کو اُس کی کسی نیکی کا اجر کم کر کے نہیں دیتا۔ اُسے اُس نیکی کے بدلے میں دنیا میں بھی رزق ملتا ہے اور اس کے علاوہ آخرت میں بھی اُس کی جزا اُسے ملے گی۔ لیکن کافر کو اُس کے اچھے کاموں کے بدلہ میں بس اس دنیا میں ہی کچھ کھلایا پلایا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اُس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کی اُسے نیک جزا دی جائے۔

(مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المکثرین)

بخاری کتاب الزکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ایسے دو اشخاص کی طرح ہے جنہوں نے لوہے کے ایسے زِرہ نما جبے پہنے ہوں جو صرف چھاتی سے گلے تک ہوں۔ خرچ کرنے والا جب بھی خرچ کرتا ہے تو اس کا جبّہ کھلتا جاتا ہے یا یہ فرمایا کہ وہ جبّہ اُس کی جلد پر پھیلتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کی پوروں کو بھی ڈھانپ لیتا ہے اور گویا اس کو اپنے اندر بالکل غائب کر لیتا ہے۔ اور بخیل جب بھی ارادہ کرتا ہے کہ خرچ سے ہاتھ روکے تو اس جبے کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر اس کے جسم کے ساتھ اور تنگ ہو جاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ جبّہ کھلا ہو جائے مگر وہ کھلا نہیں ہوتا۔

(بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

”رزق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ابتلاء کے طور پر، دوسرے اصطفاء کے طور پر۔ رزق ابتلاء کے طور پر تو وہ رزق ہے جس کو اللہ سے کوئی واسطہ نہیں رہتا بلکہ یہ رزق انسان کو خدا سے دُور ڈالتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کر کے فرمایا ہے لَاتُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ تمہارے مال تم کو ہلاک نہ کر دیں۔ اور رزق اصطفاء کے طور پر وہ ہوتا ہے جو خدا کے لئے ہو۔ ایسے لوگوں کا متولّی خدا ہو جاتا ہے اور جو کچھ اُن کے پاس ہوتا ہے وہ اس کو خدا ہی کا سمجھتے ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھاتے ہیں۔ صحابہؓ کی حالت دیکھو! جب امتحان کا وقت آیا تو جو کچھ کسی کے پاس تھا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے اوّل کمبل پہن کر آگئے۔ پھر اُس کمبل کی جزا بھی اللہ تعالیٰ نے کیا دی کہ سب سے اوّل خلیفہ وہی ہوئے۔ غرض یہ ہے کہ اصلی خوبی، خیر اور رُوحانی لذّت سے بہرہ ور ہونے کے لئے وہی مال کام آسکتا ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جاوے۔“ (الحکم۔ جلد ۳۔ نمبر ۲۲۔ بتاریخ ۲۳/ جون ۱۸۹۹ء۔ صفحہ اوّل)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رؤیا بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

”مَیں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اونچے چبوترہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔ یہ اس زمانہ کی خواب ہے جب مَیں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی اور اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم کر رکھا ہے اور اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے۔ اور اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لئے میری ہمسائیگی میں آ آباد ہوئے ہیں اور نان سے مَیں نے یہ تعبیر کی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا اور رزق کی پریشانی سے ہم کو پراگندہ نہیں ہونے دے گا۔ چنانچہ سال ہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آرہا ہے“۔ (حوالہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الوحی میں جو نشانات تحریر فرماتے ہیں ان میں سے ایک سو بائیس نمبر پر یہ نشان ہے:

”عرصہ تیس برس کے قریب گزرا کہ ایک مرتبہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بلند چبوترہ ہے جو دکان کے مشابہ ہے اور شاید اس پر چھت بھی ہے اس میں ایک نہایت خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے جو قریباً سات برس کی عمر کا تھا۔ میرے دل میں یہ گزرا کہ یہ فرشتہ ہے۔ اس نے مجھے بلایا، یا مَیں خود گیا یہ یاد نہیں لیکن جب میں اس چبوترہ کے پاس جا کر کھڑا ہوا تو اس نے ایک نان جو نہایت لطیف تھا اور چمک رہا تھا اور بہت بڑا تھا گویا چار نان کی مقدار پر تھا اس نے ہاتھ میں پکڑ کر مجھے دیا اور کہا یہ نان لو، یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔ سو دس برس کے بعد اس خواب کا ظہور ہو گیا۔ اگر کوئی دل کی صفائی سے قادیان میں آکر رہے تو اسے معلوم ہوگا کہ وہی روٹی جو فرشتہ نے دی تھی دو وقت ہمیں غیب سے ملتی ہے۔ کئی عیال دار دو وقت یہاں سے روٹی کھاتے ہیں، کئی نابینا اور اپاہج اور مسکین دو وقت اس لنگر سے روٹی لے جاتے ہیں اور ہر ایک طرف سے مہمان آتے ہیں اور اوسط تعداد روٹی کھانے والوں کی ہر روز دو سو اور کبھی تین سو اور کبھی زیادہ ہو جاتی ہے جو دو وقت اس لنگر سے روٹی کھاتے ہیں اور دوسرے مصارف مہماندار کے الگ ہیں اور اوسط خرچ بہت کفایت شعاری سے پندرہ سو ماہوار ہو جاتا ہے۔ مگر اور بہت سے متفرق خرچ ہیں جو اس کے علاوہ ہیں یہ خدا کا معجزہ بیس برس سے مَیں دیکھ رہا ہوں غیب سے ہمیں روٹی ملتی ہے۔ اور نہیں معلوم ہوتا کہ کل کہاں سے آئے گی لیکن آجاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی تو یہ دعا تھی کہ اے خدا ہمیں روز کی روٹی دے مگر خدائے کریم ہمیں بغیر دعا کے ہر روز کی روٹی دے رہا ہے۔ تو جیسا کہ فرشتہ نے کہا تھا کہ یہ روٹی تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اسی طرح خدائے کریم مجھے اور میرے ساتھ کے درویشوں کو ہر روز اپنی طرف سے دعوت بھیجتا ہے۔ پس ہر روز دعوت اس کی ہمارے لئے ایک نیا نشان ہے“۔

(حوالہ)

اس زمانہ میں تین سو مہمان روزانہ لنگر خانہ میں آنا ایک بہت بڑی چیز تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک شعر ہے۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِی　　　وَصِرْتُ الْيَوْمَ مِطْعَامَ الْاَهَالِی

یعنی دستر خوانوں کا پس خوردہ میری خوراک ہوا کرتا تھا یعنی آپ کی کوئی دلچسپی نہیں تھی گھر کی چیزوں میں اور کھانے میں۔ دستر خوان سے ان کے جو بچتا تھا وہ ان کی والدہ یا والد آپ کے لئے بھجوا دیا کرتے تھے اور اس میں سے بھی آپ غرباء میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ جیب میں چنے ڈالے ہوئے ہیں روٹی اپنی غریبوں کو دے دی اور وہی چنے کھا کے گزارہ کیا۔ آج کہتے ہیں دیکھو کتنے گھروں کو مَیں کھلانے والا بن گیا ہوں۔ اب سب دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر جاری ہیں ان کا حساب کریں تو بلاشبہ لاکھوں بلکہ اب کروڑوں ایسے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس لنگر سے لقمے کھا رہے ہیں جو خدمت خلق کی وجہ سے آپ نے خدا کی خاطر جاری کیا۔

الہام نومبر ۱۸۸۱ء : ”محرم ۱۲۹۹ ہجری کی پہلی یا دوسری تاریخ میں ہم کو خواب میں یہ دکھائی دیا کہ کسی صاحب نے مدد کتاب کے لئے پچاس روپیہ روانہ کئے ہیں“۔ اب یہ دلچسپ بات ہے کہ ”اُسی رات ایک آریہ (لالہ شرمپت) صاحب نے بھی ہمارے لئے خواب دیکھی کہ کسی نے مدد کتاب کے لئے ہزار روپیہ روانہ کیا ہے۔ اور جب انہوں نے خواب بیان کی تو ہم نے اُسی وقت اُن کو اپنی خواب بھی سنا دی اور یہ بھی کہہ دیا کہ تمہاری خواب میں انیس حصے جھوٹ مل گیا ہے اور یہ اسی کی سزا ہے کہ تم ہندو اور دین اسلام سے خارج ہو۔ شاید اُن کو گراں ہی گزرا ہوگا مگر بات سچی تھی۔ جس کی سچائی پانچویں یا چھٹی محرم میں ظہور میں آگئی۔ یعنی پنجم یا ششم محرم الحرام میں مبلغ پچاس روپیہ،

جن کو جوناگڑھ سے شیخ محمد بہاؤالدین صاحب مدار المہام ریاست نے کتاب کے لئے بھیجا تھا، کئی لوگوں اور ایک آریہ کے رُوبرو پہنچ گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔"

(براہین احمدیہ۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۲۵۵۔۲۵۶۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱)

تین جون ۱۹۰۳ء کا الہام ہے: "اِنِّیْ مَعَكَ وَ مَعَ اَهْلِكَ. اِنِّی مَعَ كَثْرَةِ رِزْقِكَ۔ یقیناً میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ مَیں تیرے کثرت رزق کے ساتھ ہوں۔

(تذکرہ۔ صفحہ ۴۷۳۔ ایڈیشن ۱۹۶۹ء)

پھر ۳/مارچ ۱۹۰۵ء:- "وہ رات جس کے بعد جمعہ ۳/مارچ ۱۹۰۵ء ہے ایک بجنے کے بعد ۳۵ منٹ پر اس رات مَیں نے خواب دیکھا کہ کچھ روپیہ کی کمی اور سخت مشکلات پیش ہیں۔ اور بہت فکر دامنگیر ہے۔ مَیں کسی کو کہتا ہوں کہ ایک کاغذ بناؤ جس میں لکھا ہو کہ جمع یہ تھا اور خرچ یہ ہوا۔ کوئی میری بات کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور سامنے ایک شخص کچھ حساب کے کاغذات لکھ رہا ہے۔ مَیں نے شناخت کیا کہ یہ تو کچھی داس جمع خرچ نویس ہے جو کسی زمانہ میں خزانہ سیالکوٹ میں اسی عہدہ پر نوکر تھا۔ مَیں نے اس کو بلانا چاہا۔ وہ بھی نہ آیا، لاپرواہ رہا۔ اور مَیں نے دیکھا کہ روپیہ کی بہت کمی ہے۔ کسی طرح بات نہیں بنتی۔ اسی اثناء میں ایک صالح مرد سادہ طبع سادہ پوش آیا۔ اس نے اپنی بھری ہوئی مٹھی روپیہ کی میری جھولی میں ڈال دی اور ایسے جلدی چلا گیا کہ مَیں اس کا نام بھی نہیں پوچھ سکا۔ مگر پھر بھی روپیہ کی کمی رہی۔ پھر ایک اَور صالح مرد آیا جو محض نورانی شکل سادہ طبع کوٹلہ کے ایک صوفی کی شکل کے مشابہ تھا جس کا نام غالباً کرم الٰہی یا فضل الٰہی ہے۔ جس نے کرتہ بیچ کر ہمیں روپیہ دیا تھا۔ صورت انسان کی ہے مگر علیحدہ خلقت کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھ روپیہ سے بھر کر میری جھولی میں وہ روپیہ ڈال دیا۔ اور وہ بہت سا روپیہ ہو گیا۔ مَیں نے پوچھا: آپ کا نام کیا؟ اس نے کہا: نام کیا ہوتا ہے، نام کچھ نہیں۔ مَیں نے کہا: کچھ بتلاؤ، نام کیا ہے؟۔ اُس نے کہا: ٹیچی۔"

یہ وہ لفظ ہے الہام کا جس پہ غیر احمدی علماء بہت مذاق اڑاتے ہیں حالانکہ اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بیان فرمایا ہے: "ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت آنے والا"۔ (حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۳۳۲)

"اور مَیں اُس وقت چشم پُر آب ہو گیا کہ ہماری جماعت میں ایسے بھی ہیں جو اس قدر روپیہ دیتے ہیں اور نام نہیں بتلاتے۔ اور ساتھ ہی کہتا ہوں کہ یہ تو آدمی نہیں ہے، یہ تو فرشتہ ہے۔ اور جب بہت سے مال کا نظارہ میرے سامنے آیا۔ مَیں نے کہا: مَیں اس میں سے منظور محمد کی بیوی کو دوں گا کہ وہ حاجتمند ہے اور جب مَیں نے یہ خواب دیکھا، اس وقت رات کا ایک بج کر اُس پر ۳۵ منٹ زیادہ گزر چکے تھے۔" (کاپی الہامات حضرت مسیح موعودؑ۔ صفحہ ۳۹۔ الحکم۔ جلد ۹۔ نمبر ۱۰۔ بتاریخ ۲۴/مارچ ۱۹۰۵ء ریویو آف ریلیجنز۔ جلد ۴۔ نمبر ۳۔ بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء)

اب یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو الہامات کے ذریعہ جو روپیہ ملا ہے یہ اب تو بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ اس وقت تو چند روپے بھیجنے والے کہا کرتے تھے ہمارا نام نہ لینا لیکن اب لکھوکھہا روپیہ مجھے بھجوایا جاتا ہے اور اس شرط کے ساتھ کہ ہمارا نام نہ لینا۔ ایک موقع پر ایک دوست نے پچاس لاکھ روپیہ مجھے بھجوایا اور یہ کہا کہ یہ آپ خرچ کریں خدا کی راہ میں اور میرا نام نہ لیں۔ تو اب دیکھیں کہیں پانچ پانچ روپے یا دس دس روپے پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اتنی قدر فرمائی تھی اور اب پچاس پچاس لاکھ بھیجنے والے بھی اپنا نام بتانے کی اجازت نہیں دیتے۔ تو یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے انہی تھوڑے سے روپوؤں کی برکت ہے۔ اس سے نفس کے دھوکہ میں مبتلا نہ ہوں یہ روپے وہی روپے آرہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے وعدہ کیا گیا تھا۔

اب اس کے بعد مَیں وقف جدید کے سال نو کا اعلان کرتا ہوں۔

وقف جدید کا چوالیسواں سال ۳۱/دسمبر ۲۰۰۱ء کو خدا تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے اپنے اختتام کو پہنچا ہے اور ہم یکم/جنوری ۲۰۰۲ء سے وقف جدید کے پینتالیسویں سال میں داخل ہو گئے ہیں۔

وقف جدید کی تحریک ۲۷/دسمبر ۱۹۵۷ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے جاری فرمائی تھی۔ پھر ۱۹۶۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے وقف جدید میں دفتر اطفال جاری فرمایا۔

آغاز میں تو یہ تحریک صرف پاکستان اور ہندوستان کے لئے ہی تھی، پھر مَیں نے ۲۵/دسمبر ۱۹۸۵ء کو اس تحریک کو پوری دنیا کے لئے وسیع کر دیا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے 110 ممالک اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں۔

رپورٹوں کے مطابق ۳۱/دسمبر ۲۰۰۱ء تک وقف جدید کی کُل وصولی ۱۳/لاکھ ۸۲ ہزار پاؤنڈ ہے۔ یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی سے ایک لاکھ ۳۰/ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ الحمد للہ۔ وقف جدید میں شامل ہونے والے مخلصین کی تعداد ۳/لاکھ ۵۵/ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور صرف گزشتہ ایک سال کے دوران وقف جدید میں ۵۷/ہزار کا اضافہ ہوا ہے۔ اس اضافہ میں ایک بڑی تعداد ہندوستان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ہندوستان کے نومبایعین سے تعلق رکھتی ہے۔

امریکہ کی جماعت نے امسال بھی ہمیشہ کی طرح وقف جدید میں دنیا بھر کی جماعتوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور اپنا اولیت کا اعزاز برقرار رکھا ہے۔ پاکستان نے حسب سابق اپنی دوسری پوزیشن کو قائم رکھا ہے تاہم اپنے ٹارگٹ سے بڑھ کر نمایاں قربانی کی توفیق پائی ہے۔ جرمنی کی جماعت گزشتہ کئی سالوں سے تیسرے نمبر پر آتی رہی ہے لیکن اس سال ماشاء اللہ انگلستان کی جماعت نے جرمنی کو ۵۴ ہزار ۲۰۰ پاؤنڈ سے پیچھے چھوڑ دیا ہے اور بالآخر دنیا بھر کی جماعتوں میں تیسری پوزیشن حاصل کر لی ہے۔

یہ اس سال کا بہت بڑا Upset ہے۔ اب امید ہے کہ ہمارا یہ جو انگلستان کا آگے قدم ہے اس کو وہ آگے ہی رکھیں گے اور جرمنی کو ملنے نہیں دیں گے۔ دونوں گھوڑے ہماری جماعت ہی کے ہیں مگر خدا نے جس گھوڑے کو نکلنے کی توفیق دی اس کا احسان ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتیں امریکہ، پاکستان، برطانیہ، جرمنی، کینیڈا، بھارت، سوئٹزرلینڈ، انڈونیشیا، بلجیم اور ماریشس۔

پاکستان کی جماعتوں میں وقف جدید کی مجموعی وصولی کے لحاظ سے کراچی چندہ بالغان اور دفتر اطفال دونوں پہلوؤں سے اول رہا ہے۔ جبکہ چندہ بالغان میں دوسرے نمبر پر لاہور اور تیسرے نمبر پر ربوہ کی جماعتیں آئی ہیں اور دفتر اطفال میں دوسرے نمبر پر ربوہ اور تیسرے نمبر پر لاہور کی جماعتیں آئی ہیں۔ کراچی دونوں صورتوں میں اول ہے۔ پاکستان میں چندہ بالغان میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلے دس اضلاع یہ ہیں: اسلام آباد، فیصل آباد، شیخوپورہ، گجرات، راولپنڈی، گوجرانوالہ، سرگودھا، سیالکوٹ، میرپور خاص اور بہاولنگر۔

پاکستان میں دفتر اطفال میں مجموعی لحاظ سے بالترتیب پہلے دس اضلاع سیالکوٹ، گوجرانوالہ، اسلام آباد، راولپنڈی، شیخوپورہ، فیصل آباد، میرپور خاص، سرگودھا، نارووال اور پھر حیدر آباد۔ اب حیرت انگیز ہے، سیالکوٹ کے متعلق توقع نہیں تھی کہ ماشاء اللہ وہ اس میدان میں بہت آگے نکل جائے گا نمبر ایک پر آگیا ہے۔

یہ خطبہ اس سال کا پہلا خطبہ تھا اس کے ذریعہ مَیں تمام عالمگیر جماعت احمدیہ کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سال کو عالم اسلام اور بالخصوص جماعت احمدیہ کے لئے غیر معمولی ترقیات اور فتوحات کا سال بنادے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے جو وعدے کئے تھے ان کا فیض ہر احمدی کو پہنچتا ہے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

اسلام کا تمام ادیان پر غالب آنا مسیح موعودؑ کے ذریعہ مقدر ہے

ارشاد ربانی

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَo ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَo (توبہ 33-32)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ (ہر دوسری بات) رد کرتا ہے سوائے اس کے اپنے نور کو مکمل کردے خواہ کافر کیسا ہی ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کردے خواہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں۔

صلحاء امت نے آنے والے مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس آیت کا مصداق قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اسلام کو جو تمام ادیان پر غلبہ نصیب ہوگا وہ دراصل مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے ذریعہ ہی ہوگا۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں علماء سلف فرماتے ہیں:-

☆ھٰذَا عِنْدَ خُرُوْجِ الْمَھْدِیِّ (تفسیر ابن جریر) کہ اس آیت میں مذکور غلبۂ اسلام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔

☆وَذٰلِکَ عِنْدَ نُزُوْلِ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ (تفسیر جامع البیان جلد 29) کہ یہ غلبہ عیسیٰ بن مریم کے نزول کے وقت ہوگا۔

☆شیعہ حضرات کی معروف کتاب بحار الانوار جلد 13 صفحہ 13 پر لکھا ہے:-

نَزَلَتْ فِی الْقَائِمِ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ کہ یہ آیت القائم (امام مہدی) کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

ایک اور معتبر شیعہ کتاب غایۃ المقصود جلد 2 صفحہ 123 میں درج ہے کہ:-

☆"مراد از رسول دریں جا امام مہدی موعود است" کہ اس آیت میں رسول سے مراد امام مہدی موعود ہیں

ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍo وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُo ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِo (سورۃ الجمعہ آیت 3تا5)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز و مثیل یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر دی گئی ہے۔ جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خو بو پر آپ کا بروز اور ظل بنکر احیاء دین اور قیام شریعت کے لئے آنا مقدر تھا۔ چنانچہ آنے والے مسیح و مہدی کے مقام کے تعلق سے بزرگان امت نے فرمایا ہے:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الخیر الکثیر" میں فرماتے ہیں:

حَقٌّ لَہٗ اَنْ یَّنْعَکِسَ فِیْہِ اَنْوَارُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ﷺ وَیَزْعَمُ الْعَامَّۃُ اَنَّہٗ اِذَا نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ کَانَ وَاحِدًا مِّنَ الْاُمَّۃِ کَلَّا بَلْ ھُوَ شَرْحٌ لِّلْاِسْمِ الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِیِّ وَ نُسْخَۃٌ مُّنْتَسِخَۃٌ مِّنْہُ فَشَتَّانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَّۃِ۔

یعنی امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا انعکاس ہو۔ عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب نازل ہوگا تو وہ صرف ایک امتی ہوگا۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ ہوگا۔ پس اس کے اور ایک عام امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

حضرت امام عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح "فصوص الحکم" میں لکھا ہے

اَلْمَھْدِیُّ الَّذِیْ یَجِیْءُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فَاِنَّہٗ یَکُوْنُ فِی الْاَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ تَابِعًا لِّمُحَمَّدٍ ﷺ وَفِی الْمَعَارِفِ وَالْعُلُوْمِ وَالْحَقِیْقَۃِ تَکُوْنُ جَمِیْعُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ تَابِعِیْنَ لَہٗ کُلُّھُمْ ...... لِاَنَّ بَاطِنَہٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ ﷺ

یعنی آخری زمانے میں آنے والا مہدی احکام شرعیہ میں تو محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع ہوگا لیکن علوم و معارف اور حقیقت میں آپ کے سوا تمام انبیاء اور اولیاء مہدی کے تابع ہونگے۔ کیونکہ مہدی کا باطن محمد ﷺ کا باطن ہے

امتحان کے دنوں میں ہر احمدی طالب علم کو اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعا کے لئے خط ضرور لکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی

آپ کے اپنے الفاظ میں

☆"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہوکر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 8-7 مطبوعہ 1901ء)

☆"میں نے پہلے بھی اس اقرار مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں وکفی باللّٰہ شھیدا" (روحانی خزائن ملفوظات جلد 1 صفحہ 327-326)

☆"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کیساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مؤمنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے" (روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوہام صفحہ 170-169)

☆"میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور ابال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے ہر یک شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں وہ عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو آسمانی صدا کا احساس نہیں" (روحانی خزائن جلد 3 ازالہ اوہام صفحہ 403)

☆"یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچاوے اور وہ اس کی آب پاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس یہ اگر انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا" (روحانی خزائن جلد 11 انجام آتھم صفحہ 64)

☆"جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے وہ ضرور اس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا" (روحانی خزائن جلد 3 فتح اسلام صفحہ 34)

☆"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول" (روحانی خزائن جلد 17 اربعین 1 صفحہ 344)

سیرت سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(قسط اول)

صبر و استقلال کے آئینہ میں

مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ

ترجمہ: کیاتم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو جبکہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو آخر تم عقل کیوں نہیں کرتے؟ (بقرہ آیت 45)

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (سورۃ البقرہ آیت 154)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کیساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

قابل احترام صدر صاحب اور معزز سامعین! آج کے اس مبارک اجلاس میں مجھے حکم ہوا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق وبروز کامل و جماعت احمدیہ کے بانی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ کے اُس پہلو پر کچھ روشنی ڈالوں جس کا تعلق آپ کے صبر و ثبات سے ہے۔ یہ بات ایک روشن حقیقت ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ظل تھی۔ اس اعتبار سے آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو مخالفین اور معاندین کی طرف سے ان تمام تکالیف کا پہنچنا مقدر تھا جو آنحضرت ﷺ اور صحابہ کو پہنچی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کو پہنچنے والی تکالیف ومصائب وشدائد اور ان کے مقابلہ پر آپ کا اور آپ کے صحابہ کے صبر و استقلال کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ ﷺ نے نہایت لطیف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

''میری امت پر بھی ایک ایسا زمانہ آئیگا جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا جیسے ایک جوتا دوسرے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں کے پاس کھلم کھلا آیا تھا میری امت میں بھی ایسا ہوگا۔ اور بے شک بنی اسرائیل 72 گروہوں میں بٹے تھے اور میری امت 73 گروہوں میں بٹ جائیگی وہ سب دوزخ میں جائینگے سوائے ایک گروہ کے۔ صحابہ نے عرض کیا ان کی نشانی کیا ہوگی۔ فرمایا جس حال میں مجھے اور میرے اصحاب کو دیکھتے ہو وہی حال ان کا ہوگا۔ (مشکوۃ مترجم جلد 1 صفحہ 58-57)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں ''ما انا علیه واصحابی'' مطلب یہ کہ جیسے جیسے ظلم وستم ومصائب پر ہم لوگوں نے اللہ کی خاطر صبر کیا ہے ویسے ہی مظالم اور مصائب کا مسیح موعود اور اس کی جماعت بھی شکار ہوگی۔ اور احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں علماء یہود نے حضرت عیسیٰ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی تھیں بالکل اسی طرح آنے والے مسیح کو دعوت الی اللہ کے میدان میں علمائے ظواہر کے ذریعہ سخت مصائب وشدائد پہنچیں گی۔ ایسے ہی علماء کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''وہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے انہیں میں سے فتنے نکلیں گے اور انہیں کی طرف لوٹ جائیں گے۔'' (مشکوۃ باب العلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں علماء ظواہر کا آپ کی مخالفت کرنے کا ذکر بعض علماء ربانی نے بھی کیا ہے چنانچہ الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ ''اِذَا ظَهَرَ الْاِمَامُ الْمَهْدِیُّ لَمْ یَكُنْ لَهُ الْاَعْدَاءُ اِلَّا الْفُقَهَاءُ خَاصَّةً'' کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو اس زمانے کے فقہاء اس کے پکے دشمن بن جائیں گے۔

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے جس واقعہ کو بھی آپ دیکھیں جہاں دشمنوں نے آپ پر کسی قسم کا بھی حملہ کیا ہو آپ نے اس کے جواب میں پورے حلم اور حوصلہ اور صبر وتحمل کا اظہار کیا ہے۔ آپ کے سکون خاطر اور وقار کو کوئی چیز جنبش نہ دے سکی تھی۔ اور یہ ثبوت تھا اس امر کا کہ خدا تعالیٰ کی وحی جو آپ پر ان الفاظ میں ظاہر ہوئی تھی ''فاصبر كما صبر اولوا العزم من الرسل'' فی الحقیقت خدا کی طرف سے تھی۔ اور اسی خدا نے وہ خارق عادت اور فوق الفطرت صبر وحوصلہ آپ کو عطا فرمایا تھا جو ایک اولوالعزم رسول کو دیا جاتا ہے۔ قبل از وقت خدا تعالیٰ نے متعدد فتنوں کی آپ کو اطلاع دی تھی اور وہ فتنے اپنے اپنے وقت پر پوری شدت اور قوت کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ مگر کسی موقع اور مرحلہ پر آپ کے پائے ثبات کو جنبش نہ ہوئی۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''میں اس وقت ایک نازک مقام پر کھڑا ہوں۔ اگر میں بایں حالت خدا کے گھر میں خدا کی کتاب ہاتھ میں لے کر خدا کے مسیح موعود کے حضور کھڑا ہو کر جھوٹ بولتا ہوں تو پھر مجھ سے بڑھ کر لعنتی نہیں ہو سکتا۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ میں اس برگزیدہ امام کے وجود میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال کو ایسا زندہ دیکھتا ہوں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ دوبارہ خود رسول کریم تشریف لے آئے ہیں۔ مجھے اس دعویٰ کا فخر حاصل ہے اور میرے دوست جانتے ہیں کہ یہ بجا فخر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حضرت امام کی اندرونی زندگی سے زیادہ واقف ہونے کا موقع دیا ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جس نے مجھے آپ کی صداقت پر بڑا بھاری یقین دلایا ہے۔ میں نے آپ کے ہر معاملہ میں وہ استقامت، وہ وقار اور متانت اور سکینت اور جمعیت اور طمانیت دیکھی ہے جو صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی۔ جھگڑیوں کی دھمکی قتل کے منصوبے قتل عمد کے جھوٹے مقدمے، کفر کے فتوے، ناپاک اور خطرناک گالیوں کے اشتہار اور خطوط آئے جن کو دیکھ کر اور سن کر انسان کا دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور ایسی ایسی ناسزا باتیں پیش آئی ہیں جو بڑے سے بڑے متین آدمی کو بھی حیران کر دیتی ہیں۔ مگر کبھی دیکھا نہیں گیا کہ حضرت مسیح نے پیشانی پر بل ڈال کر اس اثنا میں کسی کی طرف دیکھا ہو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بسا اوقات بعض مکدر امور کی وجہ سے اداس ہوا ہوں مگر حضرت کے پاک اور بشاش چہرہ کو دیکھ کر طبیعت ایسی مسرور اور منشرح ہو گئی ہے گویا بڑا عظیم الشان خوش بخش نظارہ کو دیکھا ہے'' (سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ 45-44)

حضرات! اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ میں سے چند واقعات جن کا ذکر آپ کے صحابہ نے کیا اور تاریخ احمدیت نے اسے محفوظ کیا آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ آپ کے صبر واستقلال کا دائرہ نہ صرف دشمنوں پر بلکہ اپنے اہل وعیال عزیز و اقارب اور اپنے جاں نثاروں اور خدمت گزاروں پر بھی محیط ہے۔ بطور مثال چند ایک کا ذکر سماعت فرمائے

اندرون خانہ آپ کے صبر واستقلال کے عظیم نظارے

''سب سے بڑی اور قابل فخر اہلیت کسی شخص کی اس سے ثابت ہوتی ہے کہ اہل بیت سے اس کا تعلق اعلیٰ درجہ کا ہو اور اس کا گھر اس کی قوت انتظامی اور اخلاق کی وجہ سے بہشت کا نمونہ ہو' سامعین! میں آپ کے صبر واستقلال وعاجزی وانکساری حلم وشفقت اور بے پناہ قوت برداشت کے واقعات کو آپ کے گھر سے شروع کرنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ آپ ان علماء رسوم کی طرح نہ تھے جو باہر تو بڑے مسکین بنے پھرتے ہیں لیکن جب گھر میں گھستے ہیں تو پورا گھر سر پر اٹھالیتے ہیں۔ بلکہ آپ کا حلم وحوصلہ جیسا گھر کے اندر تھا ویسا ہی گھر کے باہر اور جیسا دوستوں کے ساتھ تھا ویسا ہی دشمنوں کے ساتھ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

مخدوم الملت حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ جن کو ایک لمبا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہنے کا قابل رشک شرف حاصل رہا اور انہوں نے آپ کو بہت قریب سے دیکھا آپ کے خانگی امور کے بارہ میں گواہی دیتے ہیں کہ:

1) ''عرصہ قریب پندرہ برس کے گزرتا ہے جب سے حضرت نے بار دیگر خدا تعالیٰ کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اٹھایا ہے اس اثناء میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو''

آپ نے فرماتے ہیں:۔

ایک ہی خطرناک اور قابل اصلاح عیب ہے جو سارے اندرونی فتنوں کی جڑ ہے وہ کیا؟ بات بات پر نکتہ چینی اور چز...دس برس سے میں بڑی غور اور نکتہ چینی کی نگاہ سے ملاحظہ کرتا رہا ہوں اور پوری بصیرت سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت اقدس کی جبلت پاک میں شیطان کے اس مس کا کوئی بھی حصہ نہیں'

''اندرون خانہ کی خدمت گار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اپنے گرد وپیش کے عام برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھکر بڑے تعجب سے کہتی ہیں کہ ''مرجا بیوی دی گل بڑا مندا ہے'' ایک دن خود حضرت فرماتے تھے کہ ''فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورت کی برداشت کرنی چاہئیں'' اور فرمایا ''ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکریہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں''

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی ہی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام معاشرت نسوان کے بارہ میں دیر تک گفتگو کرتے رہے اور آخر میں فرمایا:۔

میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دل آزار کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع وخضوع سے نفلیں پڑھیں اور

کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت کا نتیجہ ہے"۔

سامعین حضرت مسیح موعودؑ کے صبر وتحمل اور کمال درجہ ضبط نفس پر آپؑ ہی کی یہ روایت سماعت فرمایئے:

2)...... "ایک دفعہ کا ذکر ہے محمود چار ایک برس کا تھا۔حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔میاں محمود دیا سلائی لیکر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی۔اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں۔اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔حضرت کو سیاق عبارت کو ملانے کے لئے کسی گزشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔اس سے پوچھتے ہیں خاموش اس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے۔آخر ایک بچہ بول اٹھا میاں صاحب نے کاغذ جلا دئے۔عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدنداں کہ اب کیا ہوگا۔اور درحقیقت عادتاً ان سب کو علی قدر مراتب بری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں "خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی۔اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے"۔

اس موقع پر بھی ابنائے زمانہ کی عادات سے مقابلہ کئے بغیر ایک نکتہ چین نگاہ کو اس نظارہ سے واپس نہیں ہونا چاہئے"۔

آپ ہی کی ایک اور روایت ملاحظہ فرمایئے بیان کرتے ہیں کہ:-

3)...... "میں نے سیکڑوں مرتبہ دیکھا ہے آپ اوپر دالان میں تنہا بیٹھے لکھ رہے ہیں یا فکر کر رہے ہیں اور آپ کی قدیمی عادت ہے کہ دروازے بند کر کے بیٹھا کرتے ہیں۔ایک لڑکے نے زور سے دستک دی اور منہ سے بھی کہا "ابا بُوا کھول" آپ وہیں اٹھتے ہیں اور دروازہ کھولا ہے کم عقل بچہ اندر گھسا ہے اور ادھر ادھر جھانک تانک کر الٹے پاؤں نکل گیا ہے حضرت نے پھر معمولاً دروازہ بند کر لیا ہے دو ہی منٹ گزرے ہوں گے جو پھر موجود اور زور زور سے دھکے دئے جا رہے ہیں اور چلا رہے ہیں "ابا بُوا کھول" آپ پھر بڑی اطمینان سے اور جمعیت سے اٹھتے ہیں اور دروازہ کھول دیا ہے۔بچہ اب کی دفعہ بھی اندر نہیں گھستا ذرا سر ہی اندر کر کے اور منہ میں کچھ بڑبڑا کے پھر الٹا بھاگ جاتا ہے۔حضرت صاحب بڑے ہشاش بشاش بڑے استقلال سے دروازہ بند کر کے اپنے نازک اور ضروری کام پر بیٹھ جاتے ہیں۔کوئی پانچ ہی منٹ گزرے ہیں کہ پھر موجود اور وہی گرما گرمی اور شوراشوری کہ "ابا بُوا کھول" اور آپ اٹھ کر اسی وقار اور سکون سے دروازہ کھول دیتے ہیں اور منہ سے ایک حرف نہیں نکالتے کہ تو کیوں آتا اور کیا چاہتا ہے اور آخر تیرا مطلب کیا ہے جو بار بار ستاتا اور کام میں حرج ڈالتا ہے۔میں نے ایک دفعہ گنا کوئی بیس دفعہ ایسا کیا اور ان ساری دفعات میں ایک دفعہ بھی حضرت کے منہ سے زجر اور توبیخ کا کلمہ نہیں نکلا بعض اوقات دوا پوچھنے والی گنواری عورتیں زور سے دستک دیتی ہیں اور سادہ اور گنواری زبان میں کہتی ہیں "مرجاجی جرا بُوا کھولو تاں" حضرت اس طرح اٹھتے ہیں جیسے مطاع ذیشان کا حکم آیا ہے۔اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوا بتاتے ہیں"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صبر و تحمل کے دلکش واقعات اپنے رفقاء کے ساتھ:

1)...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت مولانا یعقوب علی صاحب عرفانیؓ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ کے حوالہ سے رقم فرماتے ہیں:-

"ایسا ہی ایک دفعہ اتفاق ہوا مولوی نورالدین صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) تشریف لائے حضرت نے ایک بڑا بھاری دو ورقہ مضمون لکھا اور اس کی فصاحت و بلاغت خداداد پر حضرت کو ناز تھا اور وہ فارسی ترجمہ کے لئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر کو چل دئے مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی واپسی پر کہ ہنوز راستہ پر ہی تھے مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دے دیا کہ وہ پڑھ کر عاجز راقم کو دے دیں مولوی صاحب کے ہاتھ سے وہ مضمون گر گیا واپس ڈیرہ میں آئے اور بیٹھ گئے حضرت معمولاً اندر چلے گئے میں نے کسی سے کہا کہ آج حضرت نے مضمون نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے۔اور ابھی مجھے ترجمہ بھی کرنا ہے مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں تو رنگ فق ہو رہا ہے آپنے نہایت بے تابی سے لوگوں کو دوڑایا کہ لیجیو اپکڑیو اپکیو! کاغذ راہ میں گر گیا مولوی صاحب اپنی جگہ بڑے خجل اور حیران تھے کہ بڑی خفت کی بات ہے۔حضرت کیا کہیں گے؟ یہ عجیب ہوشیار آدمی ہے ایک کاغذ اور ایسا ضروری کاغذ بھی سنبھال نہیں سکا حضرت کو خبر ہوئی معمولی ہشاش بشاش چہرہ تبسم زیر لب تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر دوا دو اور تگا پو کیوں کیا گیا؟ میرا تو اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر ہمیں عطا فرمائے گا" (سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

اس واقعہ کو نظر امعان سے دیکھو! اگر کوئی شخص ہوتا تو اس کی خفگی اور خشونت کا اندازہ بھی نہ ہو سکتا۔آپنے سے باہر ہو جاتا مگر یہ عفو اور رحم کی زندہ تصویر بجائے اس کے کہ افسوس کرے بجائے اس کے کہ کوئی ذرا بھی اثریا حرکت خفگی کی ظاہر کرے الٹا اس بات پر افسوس کرتا ہے کہ مولوی صاحب کو اس کے گم جانے سے تشویش ہوئی۔مولوی صاحب کی تکلیف کا اسے احساس ہے اور اپنے حرج اور تکلیف کو بھول ہی گیا ہے۔دنیا کے مصنفین میں اس کی نظیر بتاؤ کہیں نہیں ملے گی!

2)...... حافظ حامد علی صاحب حضرت کے پرانے خدام میں سے تھے اور باوجود ایک خادم ہونے کے حضرت صاحب ان سے اس قسم کا برتاؤ اور معاملہ کرتے تھے جیسا کسی عزیز سے کیا جاتا ہے اور یہ بات حافظ حامد علی صاحب ہی پر موقوف نہ تھی۔حضرت کا ہر ایک خادم اپنی نسبت یہی سمجھتا تھا کہ مجھ سے زیادہ عزیز آپ کو کوئی نہیں بہر حال حافظ علی صاحب کو ایک دفعہ کچھ لفافے اور کارڈ آپ نے دئے کہ ڈاک خانہ میں ڈال آؤ حافظ حامد علی صاحب کا حافظہ کچھ ایسا ہی تھا پس وہ کسی اور کام میں مصروف ہو گئے اور اپنے مُفَوَّض کو بھول گئے ایک ہفتہ کے بعد حضرت خلیفہ ثانیؓ (جو ان ایام میں میاں محمود اور ہنوز بچہ ہی تھے) کچھ لفافے اور کارڈ لئے ہوئے دوڑتے ہوئے آئے کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے ہیں آپ نے دیکھا تو وہی خطوط تھے جن میں بعض رجسٹرڈ خط بھی تھے اور آپ ان کے جواب کے منتظر تھے حامد علی کو بلوایا اور خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا ہی کہا "حامد علی! تمہیں نسیان ہو گیا ہے۔ذرا فکر سے کام کیا کرو"

ضروری اور نہایت ضروری خطوط جن کے جواب کا انتظار ہو خادم کی غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں اور بجائے ڈاک میں جانے کے وہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں مل جاتے ہیں اس پر کوئی باز پرس نہیں کوئی سزا اور کوئی تنبیہ نہیں کی جاتی۔(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

حافظ حامد علی صاحب خود گواہی دیتے ہیں کہ:

"مجھے ساری عمر کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ جھڑکا اور نہ ہی سختی سے خطاب کیا۔بلکہ میں بڑا ہی سست تھا اور اکثر آپ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کر دیا کرتا تھا۔بااین سفر میں مجھے ہمیشہ ساتھ رکھتے" (ایضاً صفحہ 349)

3)...... حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ ایک صحابی محمد اکبر خان صاحب سنوری کے حوالہ سے اپنی کتاب سیرت مسیح موعود میں یہ واقعہ درج کرتے ہیں کہ:-

"ایک دفعہ لالٹین اٹھا کر حضرت اقدس کو راستہ دکھانے لگا اتفاق سے لالٹین ہاتھ سے چھوٹ گئی لکڑی پر تیل پڑا اوپر سے نیچے تک آگ لگ گئی۔میں بہت پریشان ہوا۔بعض لوگ بھی کچھ بولنے لگے لیکن حضرت اقدس نے فرمایا "خیر ایسے واقعات ہو ہی جاتے ہیں مکان بچ گیا"

حضرت یعقوب علی صاحب عرفانیؓ جو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی تھے اور سفر و حضر میں آپ اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ رہے ہیں اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حلم و عفو کے مجسمہ نے اسے بھی معاف ہی کر دیا اور اس کو نظر انداز کر کے اس بات کا خیال فرمایا کہ مکان بچ گیا اس میں دراصل یہ بھی ایک سبق ہے کہ ایسے موقع پر انسان کس طرح اپنے غیظ و غضب کے جذبات کو دبا سکتا ہے۔اور اس کی یہی صورت ہے کہ اس نقصان عظیم کا خیال کرے جس کے ہونے کا احتمال ہو سکتا تھا...... یہ واقعہ آپ کی سیرت کے ایک اور پہلو پر بھی روشنی ڈالتا ہے کہ کیسا قلب مطمئن آپ کے سینہ میں تھا اور کوئی گھبراہٹ اور اضطراب آپ کو آ ہی نہیں سکتی تھی۔(سیرت حضرت مسیح موعود صفحہ 104)

(باقی)

بقیہ صفحہ (17)

وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو جائے ایک غار
اب تو نرمی کے گئے دن اب خدائے خشمگیں
کام وہ دکھلائے گا جیسے ہتھوڑے سے لوہار
آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار
رات جو رکھتے تھے پوشاک برنگ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثل درختان چنار

جہاد کے نام پر خون خرابہ کرنے والوں کو اس طرح خبردار کرتا ہے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
یہ حکم سن کے جو بھی لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اک معجزہ کے طور پر یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

ہر روز ہم اس معجزہ کو پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں خود اسی کے الفاظ میں سنئے:

نیک دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشان کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

اور پھر کس شان سے اعلان کرتا ہے کہ:

"اس زمانے کا حصن حصین میں ہوں"

(روحانی خزائن جلد تین فتح اسلام صفحہ 34)

اور اعلان عام کیا کہ:

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالجلال سے پیار

اس لئے بھٹکے ہوئے لوگو۔اے کھوئی ہوئی بھیڑو میں اس زمانہ کا گڈریا ہوں اس لئے میری یہ بات سنو کہ

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(درثمین اردو)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس چاند کے نور سے منور کرے۔آمین۔

سلسلہ احمدیہ کے نظام مالیات کی بنیاد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مالی تحریکات

یہ دین کی اغراض کیلئے خدمت کا وقت ہے جو پھر کبھی ہاتھ نہیں آئیگا

(محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت)

سلسلہ احمدیہ کے عالمی نظام مالیات کی بنیادی اینٹ:

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعویٰ مسیحیت (جنوری 1891ء) سے اپنے وصال مبارک (26 مئی 1908ء) تک 17 انقلاب آفریں مالی تحریکات جاری فرمائیں۔ان آسمانی تحریکات کی ایک روح پرور جھلک نہایت اختصار کے ساتھ ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔انہیں سے ہر ایک تحریک دور رس نتائج کی حامل اور تاریخ ساز ہونے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کے اس عالمگیر مالیاتی نظام کے قصر عالی اور سر بفلک قلع کی بنیادی اینٹ ہے جسکا خلافت حقہ کے روحانی ادارہ کی زیر نگرانی قیامت تک پوری شان اور تمکنت کے ساتھ مستحکم اور قائم رہنا خدائے عرش کی ازلی تقدیروں میں سے ہے اور کوئی نہیں ہے کہ جو اسکو تبدیل کر سکے۔

1۔ تائید حق کی پانچ شاخوں کی نشو نما

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جنوری 1891ء میں اپنی کتاب فتح اسلام طبع اول صفحہ 18 تا 42 میں خدا کے قائم کردہ پاک سلسلہ کے پانچ عظیم الشان مقاصد بیان فرمائے یعنی ربانی معارف ودقائق پر مشتمل سلسلہ تالیف وتصنیف، غیر اقوام پر اتمام حجت کے لئے حکم الٰہی سے عالمی اشتہارات، وادرین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے مہمانوں کی روحانی بیماریوں اور اوہام کو دور کر کے باب تقریر کے ذریعہ زندہ ایمان وعرفان عطا کرنا تا دین حق کی روشنی پوری دنیا کو منور کر دے۔اور حضور علیہ السلام نے چوتھی شاخ مکتوبات کو قرار دیا جو اس وقت تک قریباً نوے ہزار کی تعداد میں طالبان حق یا مخالفوں کو لکھے جا چکے تھے۔آپ نے خاص وحی والہام سے سلسلہ بیعت کے قیام کو پانچویں شاخ کی حیثیت سے متعارف کرایا۔

اس کتاب میں آپنے اہل ملک کو یہ بھی اطلاع دی کہ "ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہونگے"۔نیز بتایا کہ بیس ہزار اشتہار انگریزی اور اردو میں چھاپ کر نہ صرف اندرون ملک بلکہ یوروپ اور امریکہ کی تمام مشہور شخصیات کو بھجوائے جا چکے ہیں۔

تالیفات میں سے براہین احمدیہ کے علاوہ آئندہ عظیم الشان دینی لٹریچر کی اشاعت کا پروگرام بھی حضور علیہ السلام نے پیش فرمایا اور درد بھرے دل کے ساتھ فرمایا "اے ملک ہند کیا تجھ میں کوئی ایسا باہمت امیر نہیں کہ اگر اور نہیں تو فقط اسی شاخ کا متحمل ہو سکے۔اگر پانچ مومن ذی مقدرت اس وقت کو پہچان لیں تو ان پانچ شاخوں کا اہتمام اپنے اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔"

آخر میں حضور علیہ السلام نے جذبات تشکر سے لبریز ہو کر پبلک کو بتایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو اکیلا نہیں چھوڑا بلکہ اس نے اپنے خاص احسان صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔اس ضمن میں حضور علیہ السلام نے سرفہرست اول المبائعین حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بھیرویؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کیلئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں"

ازاں بعد حضرت حکیم الملت کا حسب ذیل مکتوب سپرد قرطاس فرمایا جس کے لفظ لفظ میں تائید دین کے جوش سے بھرا ہوا اور مالی وجانی فداکاریوں کا عکس جمیل اور آئینہ صافی ہے۔

"مولانا۔مرشدنا۔امامنا.........

عالی جناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور علیہ السلام کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں۔اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفا دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔میں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔حضرت پیر ومرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال ودولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمائیے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کر دوں۔حضرت پیر ومرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔میرا منشاء ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے۔پھر جو کچھ قیمت وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو۔مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کیلئے طیار ہوں۔دعا فرماویں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو"۔

2۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے سرمایا جمع کرنے کی تحریک:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 30 دسمبر 1891ء کے اشتہار عام میں ارشاد فرمایا:۔

"کم مقدرت احباب کیلئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایا خرچ سفر کیلئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو......گویا یہ سفر مفت میسر آ جائے گا"

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 ص 303)

3۔ایک متدین مکی بزرگ کا زاد سفر

17 مارچ 1892ء کو حضور علیہ السلام نے جالندھر سے ایک اشتہار دیا جس میں تحریر فرمایا:۔

"اس عاجز کے ایک مخلص دوست جو سلسلہ مبایعین میں داخل ہیں اور خاص مکہ معظمہ کے رہنے والے ہیں.....مدت چار سال سے اس انتظار میں رہے کہ.....کسی قدر باسامان ہو کر اپنے وطن مقدس کی طرف مراجعت فرماویں لیکن اللہ جل شانہ کی مشیت سے آج تک ایسا اتفاق نہ ہو سکا.......لہذا میں محض للہ اپنے تمام بھائیوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں ......اپنے اس غریب بھائی اور مسافر اور تفرقہ زدہ اور ہموطن ہمارے سید ومولیٰ رسول اللہ کی اپنی مقدرت اور وسعت کے موافق ہمدردی اور خدمت کریں.......اس چندہ کیلئے میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ اس روپے کے تحویل دار منشی رستم علی ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے پنجاب لاہور مقرر کئے گئے ہیں"

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 ص 314-316)

یہ مکی بزرگ حضرت شیخ محمد بن شیخ احمد تھے جو شعب بنی عامر میں بود وباش رکھتے تھے جہاں مولد النبی مولد علیؓ اور بنو ہاشم کے مکانات واقع تھے۔حضرت شیخ محمد بغرض سیر وسیاحت بلاد ہند میں تشریف لائے۔جموں میں احمدیت کا پیغام ملا۔10 جولائی 1891 کو امام دوراں کے دست مبارک پر بیعت کر لی اور کچھ عرصہ دیار حبیب کی برکات سے مستفید ہونے کے بعد 1893ء کے وسط میں مکہ شریف بخیریت پہنچ گئے اور فریضہ حج کی بجا آوری کے بعد 4 اگست 1893ء مطابق 20 محرم 1311ھ کو حضرت اقدس کی خدمت میں تفصیلی کوائف وحالات لکھے نیز شعب عامر کے ایک تاجر السید علی طائع تک پیغام حق پہنچانے اور انہیں عربی تصانیف بھجوانے کی نسبت بھی عرض داشت کی۔ ("حمامۃ البشریٰ" ص 2 طبع اول)

4۔ ممالک ہند میں اشاعت دین کیلئے واعظین کا تقرر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 26 مئی 1892ء کو ایک ضروری اشتہار دیا کہ "اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعت دین......کیلئے ایسا احسن انتظام کیا جائے کہ ممالک ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ ومناظر مقرر ہوں اور بندگان خدا کو دعوت حق کریں"۔

اس ضمن میں حضور علیہ السلام نے سلسلہ کے فاضل جلیل حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی کو پہلا واعظ تجویز فرمایا اور تحریک فرمائی کہ "ہر ایک ذی مقدرت صاحب ہماری جماعت میں سے دائمی طور پر......ان کے گزارہ کیلئے حسب استطاعت اپنے کوئی چندہ مقرر کریں اور پھر جو کچھ مقرر ہو بلا توقف ان کی خدمت میں بھیج دیا کریں"۔

(نشان آسمانی۔مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 323)

5۔ قادیان میں دو پریس ایک خوشنویس اور کاغذات کا انتظام

(فروری 1893ء) فرمایا:

"اے جماعت مخلصین......ہمیں اس وقت تین قسم کی جمعیت کی ضرورت ہے جس پر ہمارے کام اشاعت حقائق ومعارف دین کا سارا مدار ہے۔اول یہ کہ ہمارے ہاتھ میں کم از کم دو پریس ہوں دوم ایک خوش خط کاپی نویس سوم کاغذات۔ان تینوں مصارف کیلئے اڑھائی سو ماہواری کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔اب چاہئے کہ ہر ایک دوست اپنی ہمت اور مقدرت کے مطابق بہت جلد بلا توقف اس چندہ میں شریک ہو اور یہ چندہ ہمیشہ ماہواری طور سے ایک تاریخ مقررہ پر پہنچ جانا چاہئے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 367)

6۔ الدار میں کنواں لگوانے کی تحریک

(5 ستمبر 1896ء) ابتدائی زمانہ میں سب احباب ومریدین آپ کے سگے چچازاد بھائیوں مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین صاحب کے کنوئیں سے پانی بھرتے اور پیتے تھے اور حضرت کے گھر میں اسی کا پانی جاتا تھا۔لیکن انہوں نے جب دیکھا کہ جلسہ سالانہ ہونے لگا ہے اور دور دور سے

مہمانوں کی آمد زور شور سے شروع ہوگئی ہے اور رجوع خلائق کا منظر ہے تو انہوں نے حسد سے کنوئیں کا پانی بند کر دیا۔

("نور احمد" صفحہ 45 از حضرت نور احمد صاحب مالک ریاض ہند پریس ہال بازار امرتسر طبع دوم صفحہ 45)

اس پر حضور علیہ السلام نے الدار میں کنواں کھدوانے کا فیصلہ کر کے اپنے چند مخلص مریدوں کی ایک فہرست مرتب فرمائی اور اپنے قلم مبارک سے انہیں خطوط ارسال کئے کہ وہ بلا توقف اس کیلئے چندہ بھجوائیں۔

اس سلسلہ میں آپ نے 5 ستمبر 1896ء کو حسب ذیل مکتوب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے نام بھی سپرد قلم فرمایا:-

"مجی عزیزم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کوہ چکراتہ ضلع سہارنپور السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ اس مہمان خانہ میں دن بدن بہت آمد و رفت مہمانوں کی ہوتی جاتی ہے اور پانی کی دقت بہت رہتی ہے۔ ایک کنواں تو ہے مگر اس میں ہمارے بے دین شرکاء کی شراکت ہے۔ وہ آئے دن فتنہ و فساد برپا کرتے رہتے ہیں۔ اور سقہ کا خرچ اس قدر بڑھتا ہے کہ اس کی تین سال کی تنخواہ سے ایک کنواں لگ سکتا ہے۔ لہذا ان دقتوں کو دور کرنے کیلئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ایک کنواں لگایا جاوے۔ سو آج فہرست چند مخلص دوستوں کی مرتب کی ہے۔ جس میں آپ کا نام بھی داخل ہے۔ اس چندہ سے یہ غرض نہیں ہے کہ کوئی دوست فوق الطاقت کچھ دیوے بلکہ جیسا کہ چندوں میں دستور ہوتا ہے جو کچھ بطیب خاطر میسر آوے وہ بلا توقف ارسال کرنا چاہئے۔ اپنے پر فوق الطاقت بوجھ نہ ڈالنا چاہئے۔ کہ اس خیال سے انسان بعض اوقات خود چندہ سے محروم رہ جاتا ہے۔ یہ کام بہت جلد شروع ہونے والا ہے اور چاہ کی لاگت تخمیناً 250 روپے ہوگی۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے گا تو اس قدر دوستوں کے تمام چندہ سے وصول ہو سکے گا۔

والسلام خاکسار غلام احمد 5 ستمبر 1896ء

آپ ہمیشہ سے باکمال محبت و صدق دل اعانت اور امداد میں مشغول ہیں۔ صرف بہ نیت شمول در چندہ دہندگان آپ کا نام لکھا گیا۔ گو آپ 2/ بطور چندہ بھیج دیں۔ غلام احمد۔

سلسلہ احمدیہ کے مشہور محقق و مصنف حضرت ملک فضل حسین صاحب کے ذریعہ الفضل قادیان 6 اگست 1946ء کے صفحہ 3 پر یہ غیر مطبوعہ مکتوب پہلی بار منظر عام پر آیا تو دہلی کے ممتاز غیر مسلم صحافی سردار دیوان سنگھ مفتون صاحب نے اپنے اخبار ریاست کی 12 اگست 1946ء کی اشاعت میں اس مکتوب پر قادیان کے احمدیوں کی پچاس سالہ رفتار ترقی کے زیر عنوان حسب ذیل تبصرہ کیا:

"قادیان کی احمدی جماعت کے اس وقت کئی لاکھ ممبر ہیں اور ان ممبروں میں چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں جیسے جج فیڈرل کورٹ بھی شامل ہیں جو اپنی آمدنی کا زیادہ حصہ رفاہ عام کاموں کیلئے اس جماعت کی معرفت صرف کرتے ہیں۔ اور یہ جماعت مختلف شعبوں کے ذریعہ ہر سال لاکھوں روپیہ ہندوستان وغیرہ ممالک میں مذہب و اخلاق کی تبلیغ وغیرہ کیلئے صرف کرتی ہے مگر آج سے پچاس برس پہلے اس جماعت کے بانی کے پاس ایک کنواں لگوانے کیلئے اڑھائی سو روپیہ بھی نہیں تھا اور آپ نے دو دو آنے جمع کر کے رفاہ عام کیلئے ایک کنواں لگوایا۔"

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ نے اس کنوئیں کی تاریخ لکھی جس کا مادہ تھا "عجب چشمہ فیض"۔

7۔ تعمیر مہمان خانہ اور اس کے ساتھ کنوئیں کی تحریک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 17 فروری 1897ء کو بذریعہ اشتہار جماعت مخلصین کو اطلاع دی کہ:

"عرصہ ہوا مجھے الہام ہوا تھا کہ اپنے مکان کو وسیع کر کہ لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے۔ پشاور سے مدراس تک تو میں نے اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ لیا اب دوبارہ یہی الہام ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی زیادہ قوت اور کثرت کے ساتھ پوری ہوگی۔"

لہذا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں ان دنوں تشریف لانے والے مہمانوں کے مشورہ سے تحریک فرمائی کہ مکان اور اس کے ساتھ ایک کنواں بھی تیار کیا جائے جس کا تخمینہ تقریباً دو ہزار قرار دیا گیا ہے لہذا جہاں تک ممکن ہو یہ چندہ جلد مرکز میں آنا چاہئے۔ اس اشتہار میں حضور علیہ السلام نے کپورتھلہ، امروہہ، مدراس، بنگلور، مالیر کوٹلہ، بھیرہ، لاہور، شملہ اور وزیر آباد کے ان مخلصین کی فہرست بھی شائع فرمائی جنہوں نے اس وقت تک اس کار خیر میں حصہ لیا تھا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص 327-328)

حضرت شیخ نور احمد صاحب مالک ریاض ہند پریس امرتسر کے بیان کے مطابق ان تعمیرات کے مہتمم نانا جان حضرت سید میر ناصر نواب صاحب دہلوی نبیرہ حضرت خواجہ میر درد) تھے۔ (نور احمد صفحہ 45)

8۔ مسجد مبارک قادیان کی توسیع

ان دنوں مسجد مبارک بہت تنگ تھی اور صرف چند نمازی اس میں نماز پڑھ سکتے تھے اور اکثر نمازیوں کو یا تو مسجد اقصیٰ جانا پڑتا یا الدار کی کسی کوٹھری یا دوسری چھت پر فریضہ نماز بجالانا پڑتا تھا۔ بایں وجہ حضرت اقدس کا منشاء مبارک تھا کہ مسجد کے داہنی طرف خالی زمین خدا کے گھر کے ساتھ ملا دی جائے اور توسیع عمارت کے نتیجہ میں کم سے کم 40 آدمی تو نماز کیلئے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اس توسیع کا تخمینہ پانچ سو روپے لگایا گیا۔ جس پر حضور علیہ السلام نے 29 جولائی 1897ء کو اس غرض کیلئے چندہ کا اشتہار دیا۔ جس پر مخلصین نے حسب دستور لبیک کہا اور مسجد مبارک میں نمازیوں کی مزید گنجائش پیدا ہوگئی۔

(اشتہار کا متن مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 452-453 میں شامل اشاعت ہے)

9۔ قادیان میں مڈل اسکول کا اجراء

15 ستمبر 1897ء کو حضرت اقدس نے قادیان میں جماعت کی طرف سے مڈل اسکول کے اجراء کی بذریعہ اشتہار تحریک فرمائی اور اسکا مقصد وحید یہ بیان فرمایا کہ:-

"ایک مدرسہ قائم ہو کر بچوں کی تعلیم میں ایسی کتابیں ضروری طور پر لازمی ٹھہرائی جائیں جن کے پڑھنے سے ان کو پتہ لگے کہ اسلام کیا شئے ہے اور کیا کیا خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور جن لوگوں نے اسلام پر حملے کئے ہیں وہ حملے کیسے خیانت اور جھوٹ اور بے ایمانی سے بھرے ہوئے ہیں۔"

نیز فرمایا کہ:-

"ہر ایک صاحب توفیق اپنے دائمی چندہ سے اطلاع دیوے کہ وہ ...... کیا کچھ ماہواری مدد کر سکتا ہے واضح رہے کہ اول بنیاد چندہ کی اخویم مخدومی حکیم نورالدین صاحب نے ڈالی ہے۔" ...... "ہر ایک صاحب کو اختیار ہوگا کہ اپنے لڑکے کو قادیان میں تعلیم کیلئے بھیجیں۔ بورڈنگ اور انتظامی امور کی کاروائی فہرست چندہ مرتب ہونے کے بعد شروع ہوگی۔

(ایضاً 453-455)

یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مرکزی درسگاہ تھی۔ جس کا آغاز پرائمری اسکول کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے 3 جنوری 1898 عیسوی کو فرمایا اور اس کے اولین ہیڈ ماسٹر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب" مدیر "الحکم" مقرر ہوئے۔

(مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں "تاریخ احمدیت" جلد 2 صفحہ 1-5)

10۔ مالی خدمات بجا لانے والے مخلصین کا خصوصی تذکرہ

پہلی مالی تحریکات کیلئے یاد دہانی اور سفر نصیبین کے اخراجات کی نئی تحریک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم مبارک سے 10 اکتوبر 1899ء کو مرکز سلسلہ سے ایک مفصل اشتہار شائع ہوا جس میں حضور علیہ السلام نے مالی جہاد میں شامل خصوصی مخلصین کا نام بنام تذکرہ کرنے کے علاوہ پہلی مالی تحریکات کی طرف پر شوکت الفاظ میں توجہ دلائی علاوہ ازیں نصیبین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آثار قدیمہ کا مشاہدہ کرنے کیلئے ایک تین رکنی وفد بھجوانے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

"میرے نزدیک یہ قرین مصلحت قرار پایا ہے کہ تین دانشمند اور اولوالعزم آدمی اپنی جماعت میں سے نصیبین میں بھیجے جائیں سو ان کی آمد و رفت کے اخراجات کا انتظام ضروری ہے۔ ایک ان میں سے مرزا خدا بخش صاحبؓ ہیں اور ایسا اتفاق ہوا ہے کہ مرزا صاحب موصوف کا تمام سفر خرچ ایک مخلص باہمت نے اپنے ذمہ لے لیا ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ ان کا نام ظاہر کیا جائے۔ مگر دو اور آدمی ہیں جو مرزا خدا بخش صاحب کے ہمسفر ہونگے۔ ان کے سفر خرچ کا بندوبست قابل انتظام ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 164)

وفد کے باقی دو بزرگ ممبران یہ تھے:-

حضرت میاں جمال الدین صاحب سیکھوانی، حضرت مولوی حکیم قطب الدین صاحب بدوملہی۔ مرزا خدا بخش صاحب کا سفر خرچ حضرت مولانا نورالدین صاحب نے اپنے ذمہ لیا اور باقی دو ارکان کے اخراجات حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے پیش کر دیئے۔ خود حضور علیہ السلام نے اسی اشتہار کے حاشیہ میں تحریر فرمایا:-

"ایک ہمارے مخلص نے جن کا نام عبدالعزیز ہے جو اوجلہ ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں اور اس ضلع کے پٹواری ہیں جن کا نام پہلے میں لکھ چکا ہوں اپنے جوش اخلاص سے نصیبین کے سفر کیلئے ایک آدمی کے جانے کا آدھا خرچ اپنے پاس سے دیا ہے۔ عالی ہمتی اس کو کہتے ہیں کہ اس تھوڑی سی دنیاوی معاش کے ساتھ اس قدر خدمت دینی کو شجاعت ایمانی سے بجالائے ہیں اور ایسا ہی میاں خیر الدین کشمیری سیکھواں نے اس سفر کیلئے اپنی حیثیت سے زیادہ ہمت کر کے 10 روپیہ دیئے ہیں۔"

حضور علیہ السلام کی اسکیم یہ تھی کہ یہ وفد آثار قدیمہ کی تحقیقات کے ساتھ ساتھ پیغام صداقت بھی پہنچائے۔ فونوگراف کی ایجاد ان دنوں نئی نئی ملک میں یورپ سے پہنچی تھی آپ چار گھنٹہ کا ایک عربی خطاب بھی اس میں ریکارڈ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تا بلاد عربیہ حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے حق کی منادی سن لے۔ مگر افسوس بعض وجوہ کی بناء پر پورا پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔

11۔ اشتہار چندہ منارۃ المسیح

(28 مئی 1900ء مشمولہ ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مخلصین جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:-

"یہ اشتہار منارہ کیلئے لکھا گیا ہے مگر یاد رہے کہ مسجد کی بعض جگہ کی عمارات بھی ابھی نادرست ہیں اس لئے یہ قرار پایا ہے کہ جو کچھ منارۃ المسیح کے مصارف میں سے بچے گا وہ مسجد کی دوسری عمارت پر لگا دیا جائے گا۔ ...... اس منارہ میں ہماری یہ بھی غرض ہے کہ مینار کے اندر جیسا کہ مناسب ہو ایک گول کمرہ یا کسی اور وضع کا کمرہ بنا دیا جائے جس میں کم سے کم سو

آدمی بیٹھ سکیں اور یہ کمرہ وعظ اور مذہبی تقریروں کے کام آئے گا کیونکہ ہمارا ارادہ ہے کہ سال میں ایک یا دو دفعہ قادیان میں مذہبی تقریروں کا ایک جلسہ ہوا کرے اور اس جلسہ میں ہر ایک شخص مسلمانوں اور ہندوؤں اور آریوں اور عیسائیوں اور سکھوں میں سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص296-297)

ایک ماہ بعد حضور علیہ السلام نے یکم جولائی 1900ء کو اس ضمن میں دوسرا اشتہار شائع فرمایا جس کے شروع میں بتایا کہ:-

"اگر انسان کو ایمانی دولت سے حصہ ہو تو گو کیسے ہی مالی مشکلات کے شکنجے میں آجائے تاہم وہ کار خیر کی توفیق پالیتا ہے۔ نظیر کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ ان دنوں میری جماعت میں سے دو ایسے مخلص آدمیوں نے اس کام کیلئے چندہ دیا ہے جو باقی دوستوں کیلئے درحقیقت جائے رشک ہیں۔ ایک ان میں سے منشی عبدالعزیز نام ضلع گورداسپور میں پٹواری ہیں جنہوں نے باوجود اپنی کم سرمائیگی کے ایک سو روپیہ اس کام کے لئے چندہ دیا ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سو روپیہ کئی سال کا ان کا اندوختہ ہوگا۔ اور زیادہ وہ قابل تعریف اس سے بھی ہیں کہ ابھی وہ ایک اور کام میں ایک سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب اپنے عیال کی بھی چنداں پروا نہ رکھ کر یہ چندہ پیش کر دیا۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے میاں شادی خاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب اس کام کیلئے دو سو روپیہ چندہ بھیج دیا ہے۔ اور یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائداد پچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے" چونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کر لیں۔ اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا سب بھیج دیا۔ اور درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔ اشتہار کے آخری حصہ میں اعلان فرمایا کہ جو مخلصین اس بابرکت تحریک کیلئے کم از کم سو روپیہ دیں گے ان کے نام کتبہ منار پر آئندہ نسلوں کیلئے بطور یادگار کندہ کئے جائیں گے۔ ازاں بعد حضور علیہ السلام نے 101 ایسے ایثار پیشہ بزرگوں کی فہرست دی جنہوں نے اپنے مقدس آقا کے ارشاد کی تعمیل میں والہانہ شان کے ساتھ سو سو روپیہ پیش کر دیا

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 314-324)

حضرت مصلح موعودؓ کا بیان ہے کہ:-

"مجھے منارۃ المسیح کی تعمیر کے وقت کی یہ بات یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شہ نشین پر بیٹھے تھے اور میر حامد شاہ صاحب کے والد میر حکیم حسام الدین صاحب سامنے بیٹھے تھے۔ منارہ بنانے کی تجویز ہو رہی تھی۔ 8-7 ہزار جو جمع ہوا تھا وہ بنیادوں میں ہی صرف ہو گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس فکر میں تھے کہ اب کیا ہوگا۔ حکیم حسام الدین صاحب زور دے رہے تھے کہ حضور علیہ السلام یہ بھی خرچ ہوگا وہ بھی خرچ ہوگا اور کئی ہزار روپیہ کا اندازہ پیش کر رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی باتیں سن کر فرمایا حکیم صاحب کا منشاء معلوم ہوتا ہے کہ منارہ کی تعمیر کو ملتوی کر دیا جائے چنانچہ ملتوی کر دیا گیا۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت 1945ء ص156-157)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے چھ سال بعد اولوالعزم خلیفہ سیدنا محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلافت کے پہلے ہی سال 27 نومبر 1914ء کو اس کی تعمیر کا کام دوبارہ شروع کرا دیا۔ تعمیر کے نگران حضرت قاضی عبدالرحیم بھٹی مقرر ہوئے۔ سنگ مرمر اجمیر شریف سے مہیا کیا گیا۔ یہ مینار جو فن تعمیر کا جنوبی ایشیا میں ایک مثالی نمونہ ہے دسمبر 1915ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا (مزید تفصیل مع 211 مخلص چندہ دہندگان کے اسماء تاریخ احمدیت جلد دو جدید ایڈیشن ص125-114 میں شائع ہو چکی ہے۔)

12۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری کرنے کی تحریک

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 15 جنوری 1901ء کو اشتہار دیا کہ:

"یہ امر ہمیشہ میرے لئے موجب غم اور پریشانی کا تھا کہ وہ تمام سچائیاں اور پاک معارف اور دین اسلام کی حمایت میں پختہ دلائل اور انسانی روح کو اطمینان دینے والی باتیں جو میرے پر ظاہر ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ ان تسلی بخش براہین اور مؤثر تقریروں سے ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں اور یورپ کے حق کے طالبوں کو اب تک کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ درد دل اس قدر تھا کہ آئندہ اس کی برداشت مشکل تھی۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہم اس ناپائیدار گھر سے گزر جائیں ہمارے تمام مقاصد پورے کر دے اور ہمارے لئے وہ آخری سفر حسرت کا سفر نہ ہو۔ اس لئے اس مقصد کے پورا کرنے کیلئے جو ہماری زندگی کا اصل مقصود ہے ایک تدبیر پیدا ہوئی ہے اور وہ یہ کہ آج چند ایک احباب نے اپنے مخلصانہ مشورہ سے مجھے توجہ دلائی ہے کہ ایک رسالہ میگزین بزبان انگریزی مقاصد مذکورہ بالا کے اظہار کیلئے نکالا جائے جس میں مقصود بالذات ان مضامین کا شائع کرنا ہوگا تائید دین میں میرے ہاتھ سے نکلے ہوں۔ اور جائز ہوگا کہ اور صاحبوں کے مذہبی یا قومی مضامین بھی بشرطیکہ ہم ان کو پسند کر لیں اس رسالہ میں شائع ہوں۔ اس رسالہ کی اشاعت کیلئے سب سے زیادہ دو امر قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ اس رسالہ کا نظم و نسق کس کے ہاتھ میں ہو۔ اور دوسرا یہ کہ اس کے مستقل سرمایا کی کیا تجویز ہو۔ سو امر اول کے متعلق ہم نے یہ پسند کیا کہ اس اخبار کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر مقرر ہوں۔ اور ان ہر دو صاحبان نے اس خدمت کو قبول کر لیا ہے امر دوم سرمایا ہے۔ سو اس کے متعلق بالفعل کسی قسم کی رائے زنی نہیں ہو سکتی۔ اور یہی ایک بڑا بھاری امر ہے جو سوچنے کے لائق ہے۔ اس لئے قرین مصلحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجلس دوستوں کی منعقد کر کے اس کے متعلق بحث کی جائے اور جو طریق بہتر اور اولیٰ معلوم ہو وہی اختیار کیا جائے مگر یہ بات ظاہر کرنے کے لائق ہے کہ مجھے اس سرمایا کے انتظام میں کچھ دخل نہیں ہوگا...... اور یہ یاد رکھیں کہ یہ چندہ صرف تجارتی طور پر ہوگا اور ہر ایک چندہ دینے والا بقدر اپنے روپیہ کے اپنا حق اس تجارت میں قائم کریگا۔ اور اس کے ہر ایک پہلو پر بحث جلسہ کے وقت میں ہوگی۔ یہ خیراتی چندہ نہیں ہے ایک طور کی تجارت ہے جس میں شراکت صرف دینی تائید تک ہے۔ اس سے زیادہ کوئی امر نہیں ہے۔ والسلام۔ اس امر کے متعلق خط و کتابت خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے کی جائے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص393-395)

اس تجویز کی روشنی میں رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں جاری ہوا جس نے ہندوستان سے یورپ اور امریکہ تک کی مذہبی دنیا میں زبردست زلزلہ بپا کر دیا۔ (انگریزی ایڈیشن 25 جنوری 1902ء کو شائع ہوا تھا اور اردو میگزین مارچ 1902ء سے منظر عام پر آیا)

13۔ لنگر خانہ کے انتظام کیلئے خصوصی تحریک

5 مارچ 1902ء کو حضور علیہ السلام نے اشتہار شائع فرمایا کہ:-

"چونکہ کثرت مہمانوں اور حق کے طالبوں کی وجہ سے ہمارے لنگر خانہ کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے اور کل میں نے جب لنگر خانہ کی تمام شاخوں پر غور کر کے اور جو کچھ مہمانوں کی خوراک اور مکان اور چراغ اور چارپائیاں اور برتن اور فرش اور مرمت مکانات اور ضروری ملازموں اور سقہ اور دھوبی اور بھنگی اور خطوط وغیرہ ضروریات کی نسبت مصارف پیش آتے رہتے ہیں ان سب کو جمع کر کے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ان دنوں میں آٹھ سو روپیہ اوسط ماہواری خرچ ہوتا ہے۔

اس پر تشویش وقت میں جب کہ آمدن مستقل طور پر ساٹھ روپیہ ماہواری بھی نہیں اور خرچ آٹھ سو روپیہ ماہواری سے کم نہیں، کوئی انتظام توکل علی اللہ ضروری ہے ...... میں نے سخت گھبراہٹ کے وقت میں بلحاظ ہمدردی اس جماعت کی جس کو میں اپنے ساتھ رکھتا ہوں، اس انتظام کو اپنا فرض سمجھا اور نیز اس خیال سے بھی کہ عمر کا اعتبار نہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ غرباء اور ضعفاء کی ایک جماعت میرے ساتھ رہے جو میری باتوں کو سنے اور سمجھے ...... اگرچہ ہمارے سلسلہ کے ساتھ اور مصارف بھی لگے ہوئے ہیں لیکن میں سنت انبیاء علیہم السلام کے مطابق سب سے زیادہ اس فکر میں رہتا ہوں کہ ایک گروہ حق کے طالبوں کا ہمیشہ میرے پاس رہے۔"

ازاں بعد تحریر فرمایا:-

"یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مرید کہلاتے ہیں یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں خدا نے مجھے بتایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں ...... سو ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے سے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص469-466)

14۔ الدار کی توسیع کیلئے تحریک:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 5 اکتوبر 1902ء کو مشہور کتاب کشتی نوح شائع فرمائی جس میں اپنی مقدس تعلیم پر شرح و بسط سے روشنی ڈالی اور آخر میں الدار میں توسیع کا حسب ذیل اشتہار دیا:-

"چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں۔ سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کیلئے جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہوں گے خاص حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جس میں ہمارا حصہ ہے اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جز ہو سکتی ہے۔ دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا۔ نہ معلوم کس کس کو اس کی بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا۔ اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رزاق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے اور نہ عورت کی۔ اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔

15۔ رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کے دس ہزار خریدار

حضرت اقدس کے قلم مبارک سے حسب ذیل ارشاد مبارک بطور ضمیمہ ریویو اردو بابت ماہ ستمبر 1903ء اشاعت پذیر ہوا:-

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں ان کو دور کر کے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جائے اور اس غرض مذکورہ بالا جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا ہے پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہیں اغراض کو پورا کرنے

کیلئے رسالہ انگریزی جاری کیا گیا ہے۔ جس کا شیوع یعنی شائع ہونا امریکہ اور یورپ کے اکثر حصوں میں بخوبی ثابت ہو چکا ہے۔ اور بہت سے دلوں میں اثر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ بلکہ امید سے زیادہ اس رسالہ کی شہرت ہو چکی ہے اور لوگ نہایت سرگرم شوق سے اس رسالہ کے منتظر پائے جاتے ہیں۔ لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنے کیلئے مستقل سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا تو یہ واقعہ اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جواں مردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد میں جہاں تک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلادیں۔

دنیا جائے گزشتنی گزاشتنی ہے اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجالانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا۔ اور خود میں دیکھتا ہوں کہ بہت سا حصہ عمر کا گزار چکا ہوں۔ اور الہام الٰہی اور قیاس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ باقی ماندہ تھوڑا سا حصہ ہے۔ پس جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا، میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی۔ بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں۔ اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔

یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں ہے کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کیلئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔ بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کیلئے بلاتا ہے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا جو اس کی خدمت بجالائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے۔ اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کیلئے ہے۔''

خدا کے فرستادہ نے آخر میں نہایت درد بھرے الفاظ میں مخلصین جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

''میں تم میں بہت دیر تک نہیں رہوں گا۔ اور وہ وقت چلا آتا ہے کہ تم پھر مجھے نہیں دیکھو گے۔ اور بہتوں کو حسرت ہوگی کہ کاش ہم نے نظر کے سامنے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا سو اس وقت ان حسرات کا جلد تدارک کرو۔ جس طرح پہلے نبی رسول اپنی امت میں نہیں رہے میں بھی نہ رہوں گا سو اس وقت کا قدر کرو۔ اگر تم اس قدر خدمت بجالاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائدادوں کو اس راہ میں بیچ دو پھر بھی ادب سے دور ہوگا کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت رحمت الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں میں نازل ہو رہے ہیں۔ ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ آسمان سے عجیب سلسلہ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے۔ یہ تمام خیالات ادب سے دور ہیں اور جس قدر بے ادب جلد تر ہلاک ہو جاتا ہے ایسا جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس خدمت کے ساتھ دوسری خدمات میں بھی سست مت ہو۔ بہت نادان وہ شخص ہے کہ وہ اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو اس طرح پر کہ ایک نیکی میں فتور ڈال کر دوسری نیکی بجالاتا ہے وہ خدا کے نزدیک کچھ نہیں۔ بلکہ تم ان نیکیوں اور خدمتوں کو بھی اپنے دستور کے مطابق بجالاؤ۔ اور یہ نئی خدمت جو بتائی جاتی ہے اسمیں بھی پوری کوشش کا نمونہ دکھاؤ۔

اگر اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے تو رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔

سوائے جماعت کے سچے مخلصو خدا تمہارے ساتھ ہو تم اس کام کے لئے ہمت کرو خدا تعالیٰ آپ تمہارے دلوں میں القاء کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔'' (رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو دسمبر 1903ء ضمیمہ)

حضرت اقدس کی اس تحریک پر ہمارے بعض احباب نے اصل مسودہ کو ہی پڑھ کر تعمیل حکم میں بڑی سرگرمی دکھلائی چنانچہ حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور خواجہ کمال الدین صاحب اور حکیم فضل دین صاحب نے اسی وقت دس دس رسالے اپنے خرچ پر بھجوانے منظور کئے اور ایسا ہی بہت سارے دوسرے احباب نے خود خریداری میگزین منظور کی اور بعض احباب نے آٹھ آٹھ دس دس رسالے اپنے احباب کے نام بھجوا کر ان کو خریدار بنوایا۔ اسی طرح ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے پندرہ انگریزی رسالوں کی قیمت پیش کر کے اخلاص کا عمدہ نمونہ قائم کیا ضمیمہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو میں ان بزرگوں کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد مبارک کے بعد کیا گیا علاوہ ازیں اسی پرچہ کے سرورق صفحہ دو پر بھی خدا کے موعود مسیح کی اس آسمانی آواز پر لبیک کہنے والے دیگر مخلصین کا بھی ذکر ملتا ہے۔

چنانچہ لکھا ہے کہ:-

''حضرت اقدس کی اس تحریک کا علم ہونے پر بعض دوستوں نے دس دس رسالے اپنے خرچ پر باہر بھجوائے ہیں جیسے خواجہ کمال الدین صاحب، حکیم فضل دین صاحب، حکیم محمد حسین صاحب قریشی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سب سے اول جماعت پشاور نے اور پھر ڈاکٹر محمد شریف صاحب نے قلات سے بلا کسی قسم کی تحریک کے ایک ایک رسالہ اپنے خرچ پر ولایت بھجوایا تھا۔ اور اس کے بعد جماعت امرتسر اور شملہ نے اور شیخ نیاز احمد اور جان محمد اور شیخ نور احمد پلیڈر نے اور سید عبد الرحمٰن صاحب نے اور بعض اور دیگر احباب نے ان کی پیروی کی

......اور نواب مہدی حسن صاحب نے بیس روپیہ قیمت رسالہ دینی منظور کی......اور اسکے بعد ہمارے مکرم دوست منشی نواب خان صاحب تحصیلدار قبل علم حضرت اقدس کے اس ارشاد کے صرف منیجر کی چٹھی پر بارہ انگریزی رسالوں کے باہر بھیجے کے لئے روپیہ دیا ہے اور ایسا ہی جماعت سیالکوٹ نے گیارہ انگریزی اور ایک اردو اپنے خرچ پر باہر بھجوائے ہیں۔

❀ ❀ ❀

نماز جنازہ

مورخہ 2.2.2002 کو مسجد فضل لندن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ لمۃ العزیز صاحبہ ۳۱ جنوری ۲۰۰۲ کو وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مخلص نیک طبیعت خاتون تھیں۔ آپ مکرم مظفر احمد صاحب راجپوت کی خوش دامنہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب

۱)......مکرم چوہدری ناصر محمد سیال صاحب ۱۹ نومبر کو بعمر ۷۰ سال امریکہ میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت چوہدری فتح محمد سیال رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، حضرت مصلح موعودؓ کے داماد اور صاحبزادی لمۃ الجمیل صاحبہ کے میاں تھے۔ آپ واقف زندگی تھے۔ اور فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں سالہا سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ آپ انتہائی شریف النفس، پاکیزہ، نیک مزاج کے فرشتہ سیرت انسان تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیٹا طاہر محمد مصطفیٰ اور تین بیٹیاں بی بی یاسمین احمد، بی بی سعدیہ احمد اور بی بی صوفیہ احمد یادگار چھوڑی ہیں۔

۲)......محترم ڈاکٹر عبدالمالک شمیم صاحب مورخہ ۰۱-۱۲-۱۴ بروز جمعہ میری لینڈ سٹیٹ (امریکہ) میں ٹریفک کے ایک حادثہ میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ محترم مولوی عبدالباقی صاحب مرحوم سابق منیجر جنگ فیکٹری کنری کے صاحبزادے اور محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب اور محترمہ صاحبزادی لمۃ الرشید صاحبہ کے داماد تھے۔

آپ ایک ماہر سرجن اور گائنا کالوجسٹ تھے۔ نہایت منکسر المزاج، مخلص، فدائی اور خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے وجود تھے۔ پسماندگان میں بیگم محترمہ صاحبزادی لمۃ النور (نوشی صاحبہ) کے علاوہ دو بیٹیاں پیچھے چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا نگران ہو

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

شری کرشن جی مہاراج کا پیام حیات

ازمکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش ہندی۔ قادیان

"کرشن کا پیغام دلکش ہے پیامِ زندگی
ہوتی ہے روشن اسی کوکب سے شامِ زندگی"

اوتار وادر نبوت ورسالت

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین ﷺ اور قیامت تک خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کی بھلائی کیلئے پیغمبر رسول اوتار۔ نبی۔ رشی۔ منی اور ریفارمر بھیجتا رہا ہے۔ اور بھیجتا رہے گا کیونکہ الخلق عیال اللہ وسودھیو کٹمبکم سارا سنسار ہی پرم دیالو برہم کا پریوار اور کنبہ ہے جس کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اپنے پریوار کو گمراہی۔ بیدینی۔ شرک۔ کفر و ضلالت کی دلدل میں پھنسا ہوا دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

پس جب جب بھی دنیا والے الٰہی تعلیمات کو بھول کر اصل راستہ سے بھٹک جاتے رہے ہیں تب تب ہی وہ دھرم کو قائم کرنے اور سنسار کا کلیان کرنے کیلئے اپنی قدرت سے ظاہر ہوتا رہا ہے اس لئے کہ پرماتما کی مانند ہمدرد، پریمی، اور گنہگاروں کو بخشنے والا دوسرا کوئی نہیں"

(شریمد بھگوت گیتا صفحہ ۸۵

۹:۴ حاشیہ از ہنومان پودار گیتا پریس گورکھپور (یوپی)

پس ہندو قوم نے اس حقیقت کو سمجھا ہے کہ مادی جسم کی نسبت روح کی احیاء و بقا اور ارتقاء انسانی حیات کا اصل مقصد ہے جس کے وسیلہ سے وصل الٰہی حاصل ہو سکتا ہے لہٰذا انہوں نے اوتار واد نبوت و رسالت کے اصول کو اپنا رکھا ہے۔ اسی اصول کے مطابق ان کے ہاں شری کرشن جی مہاراج کے تیئیس اوتار ہو چکے مانے جاتے ہیں اور مہاراج کا چوبیسواں اوتار کلکی اوتار (امام مہدیؑ) کے رنگ میں ہونا مقدر مانتے ہیں۔ شریمد بھگوت گیتا حضرت کرشن جی مہاراج کا لافانی شاہکار مانا جاتا ہے مہاراج گیتا میں فرماتے ہیں:۔

यदा यदाहि धर्मसस्य ग्लानिर्य वति भारत ।
अय्युत्थानम धर्मस्स तदात्मा नसृजाम्य हम् ॥

(گیتا ادھیائے نمبر ۴ شلوک ۷).

ترجمہ از فیضی

چوں بنیاد دین ست گرود بے
نمائیم خود را بشکل کسے

ترجمہ از موکشو بھاش گیتا صفحہ ۲۰۱ چھٹن لال

"جس زمانے میں دھرم کا تنزل ہوتا ہے۔ بیدینی و گمراہی کی ترقی و عروج ہوتا ہے اُسی زمانے میں میں انسانی جامہ میں مبعوث ہوتا ہوں۔ گیتا ۴:۷

"نیک لوگوں کی مدد و حفاظت کرنے کیلئے برے بدکردار لوگوں کی بربادی و تباہی کیلئے اور سچے دھرم کو قائم کرنے کیلئے یگ یگ میں اوتار لیتا ہوں" گیتا ۴:۸

موکشو بھاش گیتا صفحہ ۱۰۲ از شری چھٹن لال۔

اس طرح شری کرشن جی نے قوم کو تاکیدی پیغام دیا ہے کہ جس زمانے میں بھی گھور پاپ، گناہ اور ظلم حد سے تجاوز کر جائیں۔ عدل و انصاف رحم و شفقت دنیا سے اٹھ جائے تو اُس زمانے میں پرماتما کی طرف سے مبعوث ہوئے ریفارمر کو تلاش کر کے اُسے قبول کرو تاکہ تم اپنی عاقبت سنوار سکو اور خدا تعالیٰ کا وصل، نجات ابدی حاصل کر سکو کیونکہ اوتار کا ماننا لازمی ہے۔

موکشو بھاش گیتا از چھٹن لال

نجات سرورِ ابدی

شری کرشن جی مہاراج ان عظیم ترین شخصیتوں میں سے تھے جن کے ساتھ انقلاب کی تاریں جڑی رہتی ہیں۔ آپ کے زمانہ میں طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ دیش پر اسُردں، راکھشسوں، دیتیوں، ظالم راجاؤں، آتنک وادیوں اور غنڈوں کا سایہ منڈلاتا رہتا تھا۔ مہابھارت آپ کا ایسا اصلاحی کارنامہ ہے جس سے ملک میں امن و سکون اور شانتی قائم ہوئی۔ ظالم راجاؤں کا خاتمہ ہوا اور حکومت کی باگ ڈور حقداروں کے ہاتھوں میں دگئی۔

مذہبی سماجی حالت کا سدھار

آپ کے زمانے میں ہندو سماج اونچ نیچ چھوا چھات برہمن شودر ادنیٰ و اعلیٰ وغیرہ غیر طبعی تقسیم میں منقسم تھا سماج میں ایک خدا کی پوجا کی بجائے بتیس کروڑ دیوی دیوتاؤں کی پوجا کے علاوہ عناصر کی عبادت بھی کی جاتی تھی۔ نجات کے حصول کیلئے مشکل و پیچیدہ کرم کانڈ رسوم یگیوں قربانیوں اور کہیں کہیں انسانی قربانی کا بھی رواج تھا، ابتر جوڑے کا اپنے ہاں بچہ پیدا ہونے کی تمنا کو لیکر کسی نوزائیدہ دودھ پیتے معصوم طفل کو مار کر اس کی چھاتی پر اس بانجھ جوڑے کی بانجھ عورت کا ننگے نہانا آج تک چلا آرہا ہے۔ اس زمانے میں یجمانوں پروہتوں اور برہمنوں کا سایہ سماج کے ہر گھر پر چھایا رہتا تھا۔ ایک لاکھ چوراسی ہزار جونوں کے لامتناہی چکر میں گرفتار بھارت کی جنتا کبھی بھی دائمی نجات اور سرور ابدی نہ پا سکتی تھی۔ ہندو سماج کے دماغ اس قدر ماؤف کر دیئے گئے تھے کہ وہ آج تک بھی دائمی نجات کو عمر قید اور وصال الٰہی کو سمندر میں ڈوب مرنا سمجھتے ہیں (ستیارتھ پرکاش باب نمبر ۹ صفحہ ۳۵۹ بار دہم اپریل ۱۹۳۰ء)

دائمی نجات

شری کرشن جی مہاراج نے ہندو پراچین سماج کو مایوسی سے نکالا اسے دائمی نجات حاصل کرنے کا آسان گر اور مژدہ سنایا کہ اس کے بعد وہ آواگمن کے چکر سے نجات پا جاتے ہیں اور دوبارہ دُنیا میں جنم نہیں لیتے بلکہ ہمیشہ کی جنت میں سرور و راحت پاتے ہیں چنانچہ حضرت کرشن جی نے فرمایا:

कर्मजं बुद्धियुक्ता हिफल त्यकत्वा मनी षिण ।
जन्म बन्धवि निर्युक्ता पंद गच्छन्त्य नामयम् ॥

گیتا ادھیائے ۲ شلوک ۵۱

ترجمہ:۔ گیان رکھنے والے عاقل لوگ کرم (اعمال) سے پیدا ہوئے پھل (جزا سزا) کو تیاگ (ترک) کر جنم روپ بندھن (تناسخ) سے چھوٹ جاتے ہیں۔ اور اپدرو رہت (پرسکون) انامی پد (دائمی سرور نجات) کو حاصل کر لیتے ہیں

(موکشو بھاش بھگود گیتا صفحہ ۱۳۹)

ترجمہ مہاتما گاندھی جی

اسی شلوک ۲:۵۱ کا ترجمہ مہاتما گاندھی جی اور منشی شوناتھ رائے نے درج ذیل کیا ہے۔

" یکساں بدھی رکھنے والے لوگ کرم (اعمال) کی جزا سزا کو ترک کر کے جنم (تناسخ) کی پھانسی سے چھوٹ جاتے ہیں اور بے داغ حالت (درجہ نجات) کو حاصل کر لیتے ہیں"۔

شریمد گیتا میں جہاں جہاں بھی اعمال کی جزاء سزا کو ترک کر دینے کی بات کہی گئی ہے وہ بالکل اسلامی نظریہ ہے کہ نجات کے حصول کیلئے اعمال پر بھروسہ نہیں رکھنا چاہئے بلکہ نجات خدا کے فضل پر منحصر ہے۔

نجات ہر ایک کا پیدائشی حق ہے

نجات ہر ایک کا پیدائشی حق ہے۔ یہ کسی خاص طبقے کی اجارہ داری نہیں بلکہ بھگوت گیتا نے یہ حق سب کو عطا کیا ہے۔ عورت۔ مرد۔ غریب۔ امیر۔ ادنیٰ۔ اعلیٰ۔ گورا۔ کالا۔ برہمن۔ شودر۔ گنہگاروں۔ پاپیوں۔ کنچنیوں۔ فاحشہ عورتوں۔ چنڈالوں۔ چوہڑوں چماروں۔ اچھوتوں سبھی کو نجات و فلاح پانے کا حقدار ٹھہرایا ہے۔

(گیتا ۹: ۳۰ تا ۳۲)

صحبت امام زمان

امامِ وقت اپنے دور میں ایک ہی مرد کامل ہوتا ہے (میراں بائی) جس کے اندر خدا تعالیٰ کی طرف سے قوت موثرہ سب سے بڑھ کر عطا کی گئی ہوتی ہے۔ باقی قوم کے سبھی لوگ بمثل مادہ قوت متاثرہ کے حامل ہوتے ہیں۔ جو امام زمان کی قوت موثرہ سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ شری کرشن جی نے اپنی قوم کو تیسرا پیغام حیات یہی دیا ہے کہ:

سن ارجن اب سرِ نہاں کی بات
بڑے راز کی قابل غور بات
لگا مجھ میں دل بھگت ہو جا مرا
تو کر یگ میرے سامنے سر جھکا

دل کی گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۶۴۔۶۵

تو سب دھرم چھوڑ اور لے میری راہ
تو مانگ آکے دامن میں میرے پناہ
تیرے پاپ سب دور کر دوں گا میں
نہ غمگین ہو مسرور کردوں گا میں

دل کی گیتا ۱۸:۶۶

सर्व धर्मा परित्यज्य मा मेक शरणं व्रज ।
अहं त्वां सर्व पापेभ्यो मोक्ष पिष्यामि मा शुचः ॥

"تمام دھرموں کو ترک کر کے ایک میری پناہ کو حاصل کر میں تجھے سب گناہوں سے چھڑا دوں گا۔ (موکش دلاؤں گا) مت فکر کر۔

(موکشو بھاش بھگود گیتا ۶۶۸)

بھگوت گیتا کے اس مقام پر قوم کو حکم دیا گیا ہے کہ تمام لوگ اپنے پرانے دھرم ترک کر کے امام وقت کی صحبت میں آجائیں۔ اسے قبول کریں نجات ان کی پیروی سے وابستہ ہوتی ہے۔

ہندو برادری کیلئے غور کرنے کا مقام ہے کیونکہ مہاراج کا صاف حکم ہے کہ جب ان کا ظہور ہو چاہے کسی قوم میں ہو تو قوم کو اپنے پرانے رسم و رواج اور قصے کہانیوں پر مبنی مذاہب ترک کر دینے چاہئیں۔ اور ان کے مظہر و بروز پر ایمان لانا چاہئے کہ یہی راہِ نجات ہے۔

مفسرین وید و گیتا ۱۸:۶۶ کا مطلب یوں لیتے ہیں دھرم سے مراد فرائض ہیں۔ مہاراج کے فرمان کا یہ مطلب ہے کہ دھرم سے متعلق کرم کانڈ اور اعمال کے نتیجہ میں جزا و سزا کا تصور ترک کر دو۔ امام وقت کی صحبت میں ان کے فرمان کے مطابق زندگی بسر کرو اعمال بجالاؤ لیکن ان کی جزا و سزا خدا کے سپرد کر دو۔ یہ اس لئے کہ قدیمی مذاہب کے رسم و رواج دھرم کی روح سے عاری ہوتے ہیں وہ صرف قصے کہانیاں اور بعید از عقل مفروضے ہوتے ہیں جبکہ امام دوران کے فرمان کا منبع ذاتِ حیی و قیوم خدا تعالیٰ ہے جو ایک حقیقت ہے۔

کلکی اوتار کا ظہور

بھارت کے ہندو علماء نے زور دیکر لکھا ہے کہ آخری زمانے کلجگ میں مبعوث ہونے والے کلکی اوتار بروز کرشن جی کا جنم ہو چکا ہے ملاحظہ ہو کلکی پوران کھنڈ (باب) دوئم ادھیائے اوّل شلوک ۲۲ صفحہ ۴۵ مطبوعہ مطبع صادق المطابع

صدر میرٹھ ۱۸۹۷ء المشتہر۔ پنڈت ہردیال شرما۔

۲۔ چیتاونی اردو ۱۹۴۲ء صفحہ ۵۹ تا ۶۱ مرتبہ پنڈت راج نارائن شاستری ارمان گڑگانواں (مشہور ماہر جیوتش)

کلکی اوتار احمد علیہ السلام کے

فرمودات

''خدا کا وعدہ تھا کہ وہ آخری زمانہ (کل یگ) میں اُس (کرشن) کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں، کیونکہ میں اُس کا مظہر ہوں''

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۴ طبع اول ۲ نومبر ۱۹۰۴ء)

لفظ اوتار کی تشریح و تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۹ بعنوان ''کرشن اوتار''

جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ میں ان گناہوں کے دور کرنے کیلئے جن سے زمین پر ہوگئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں''

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۱۶)

جناب شمس عثمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

'' قرآن نے اُمّیوں کے دو گروہ بتائے ہیں ...... ایک پہلا گروہ جو چودہ سو سال پہلے عرب میں تھا اور ایک بعد میں آنے والا آخرین گروہ دیکھئے سورہ جمعہ ۲۔ ۳ یہی بعد والا وہ گروہ ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے احادیث نے ہندوستان کی ہندو قوم کی طرف اشارہ کیا (احمد دارمی رزین۔ بیہقی بحوالہ مشکوٰۃ باب ثواب ھذہ الامت)

ہندو قوم اس اُمت کا دوسرا حصہ یعنی آخرین ہیں یہ قوم بحیثیت مجموعی اسلام قبول کر لے گی۔ اور اس وقت امامتِ عالم کے منصب پر سرفراز ہو گی (کتاب اب بھی اگر نہ جاگے تو ...... صفحہ ۹۸ مصنفہ۔ شمس نوید عثمانی رامپور۔ یوپی۔

التماس:۔ سوائے ہم وطن بھائیو! بروز کرشن کلکی اوتار حضرت احمد علیہ السلام اسی بھارت بھومی میں پیدا ہوئے پروان چڑھے۔ خدا تعالیٰ نے عین ضرورت کے وقت ان کو مبعوث فرمایا۔ وہ آپ کو فلاح و کامرانی اور نجات کی طرف بلاتے ہیں:۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

دنیا ناش کے پردے میں جانے کو تیار ہے
جو کچھ کرنا ہے آج ہی کرلو

(چیتاونی ۱۹۴۲)

ایسا نہ ہو کہ دریودھن اور اس کے ساتھیوں حامیوں اور اس کی خاطر جنگ کرنے والوں کی طرح آپ (بروز) کرشن جی کو نہ پہچان سکیں۔ (اخبار پرتاپ ۶۴-۸-۳۰)

احمدیت:۔ محبت امن شانتی رواداری کی علمبردار ہے یہ حقیقی اسلام ہے جبر تشدد دہشت گردی کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ کلکی اوتار حضرت احمد علیہ السلام شانتی کے اوتار ہیں۔ سو ان کی پناہ میں آؤ فلاح پاؤ گے۔

☆ ☆ ☆

سورۂ جمعہ کا پیامِ دَورِ حاضر کے مسلم کے نام

مسلمانو ! سنو اک سورۂ جمعہ میں پیام آیا
پیام آیا ہے اور ہے آج کے مسلم کے نام آیا
حبیبِ خالقِ اکبر کھڑے تھے جبکہ منبر پر
تو کوئی قافلہ لیکر وہاں اشیائے خام آیا
منافق چھوڑ کر حضرتؐ کو سوئے قافلہ دوڑے
وہ خوش خوش تھے کہ سامانِ تجارت آج عام آیا
نگاہِ حق تعالیٰ میں یہ حرکت نا مناسب تھی
برنگِ سورۂ جمعہ خدا سے تب پیام آیا
رسولؐ اللہ اکیلے ہوں مسلمانوں کے میلے ہوں
تجارت کے جھمیلے ہوں شریعت میں حرام آیا
مسلمانو نہ سمجھو تم اسے اک قصۂ ماضی
تمہارے واسطے ہے درحقیقت یہ پیام آیا
رسول اللہ کو تم نے اکیلا آج چھوڑا ہے
نظر دجال کا جب کا روانِ خوش خرام آیا
ہمارا الفِ ششم مثلِ جمعہ یوم ششم ہے
سو اس سورہ میں ہے اس دور کا نقش تمام آیا
یہ گویا پیشگوئی تھی کہ مسلم الف ششم میں
سراسر منتشر ہوں گے جب ان میں سے امام آیا
رسول اللہ اکیلے ہیں مسلمانوں کے میلے ہیں
تجارت کے جھمیلے ہیں عجب نازک مقام آیا
مسلمانو ! مسلمانو ! ارے بکھرے ہوئے دانو
تمہیں تسبیح و حدت میں پرونے کو امام آیا
دھرا کیا ہے تجارت میں ادھر آؤ جماعت میں
لباس احمدیت میں محمد کا غلام آیا
مہ ہندی خورِ مدنی کا مظہر بن کے تاباں ہے
خوشا قسمت کہ وہ محبوب پھر بالائے بام آیا
مبارک ہو ! غلام ساقی میخانہ یثرب
اُسی میخانے کی مئے سے لئے پرکیف جام آیا
سلام اے حضرتِ احمدؑ سلام اے مہدئ دوراں
کہ تو وہ ہے جسے سرکارِ یثربؐ سے سلام آیا
تری حجت کے آگے سرنگوں جادو بیاں کافر
عصائے موسوی بن کر ترا علم کلام آیا
ہمارے یوسف دوراں ترے دشمن ہوئے اخواں
درندہ بھیڑیا بن کر مقابل خاص وعام آیا
خریدارانِ یوسف میں ظفر بھی آتو پہنچا ہے
مگر افسوس بے چارہ ہے بے دینار ودام آیا

(ظفر احمد ظفر)

تبلیغِ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کر

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D. Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

ضروری اعلان

محترم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ کی طرف سے موصولہ چٹھی کی روشنی میں اعلان کیا جاتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ''مجلس نصرت جہاں'' کے تحت افریقہ میں قائم اسپتالوں میں احمدی ڈاکٹرز مخلصانہ خدمات بجالا رہے ہیں۔ ان ہسپتالوں کے لئے مزید ڈاکٹرز کی ضرورت ہے۔

لہذا ہندوستان کے جو احمدی ڈاکٹر افریقہ میں طبی خدمات اپنی ساری زندگی یا چھ سال کے لئے یا تین سال کے لئے وقف کر سکتے ہوں وہ اپنے مکمل کوائف مقامی امیر۔ صدر اور صوبائی امیر صاحب کی معرفت نظارت علیاء میں بھجوادیں

اگر فیملی ساتھ ہوئی تو تقرر پانچ سال کے لئے ہوگا۔ وقف کے خواہشمند ڈاکٹرز ایم. بی. ایس یا بی. ڈی. ایس کی مصدقہ نقول درخواست کے ساتھ شامل کریں۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

قائدین مجالس اور ناظمین اطفال سے التماس

جملہ قائدین مجالس اور ناظمین اطفال سے درخواست ہیکہ وہ اپنی ماہانہ کارگزاری رپورٹ باقاعدگی سے دفتر اطفال الاحمدیہ بھارت کو ارسال کرتے رہیں۔ جن مجالس نے ابھی تک تجنید و تشخیص بجٹ فارم مجلس اطفال الاحمدیہ پُر کر کے دفتر کو ارسال نہیں کیا وہ اولین فرصت میں دفتر کو ارسال کریں۔ جزاکم اللہ

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف دعاوی

اور ان کی ترتیب میں اللہ تعالیٰ کی حکمت

﴿مکرم سید آفتاب احمد صاحب نیر مبلغ سلسلہ جمشید پور۔ جھارکھنڈ﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور بے پناہ محبت کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامات کا سلسلہ آپ کی تالیف براہین احمدیہ کے زمانہ سے ہی شروع ہو چکا تھا اصلاح خلق کے لئے آپ کو ماموریت کا پہلا الہام مارچ 1882 میں ہوا۔ پھر بیعت لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے اذن سے دسمبر 1888 میں اعلان فرمایا جبکہ عملاً 1889 میں آپ نے بیعت لینا شروع کیا 1891 میں وفات مسیح ناصری کا اعلان فرمایا اور خود کو مسیح موعود کے مقام پر ہونے کا اظہار فرمایا۔ عام مخالفت بھی آپ کی اسی دعویٰ سے شروع ہوئی 1901 میں آپ نے تعریف نبوت وضاحت سے پیش فرما کر اپنے منصب نبوت کا واضح اعلان فرمایا اور کرشن کے مثیل ہونے کا دعویٰ 1904 میں کیا۔

(تلخیص از سیرۃ المہدی حصہ اول روایت 47)

خدا تعالیٰ کے مامورین کے ظہور کے وقت دنیا کا عجیب حال ہوتا ہے جو سعادت مند ہوتے ہیں وہ حسب استعداد اسے قبول کرتے چلے جاتے ہیں اور جو شیطان کے چیلے ہوتے ہیں انہیں انکار و استہزاء کے لئے عجیب بہانے نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے مامورین کی یہ شان ہوتی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ جس طرح بتاتا ہے وہ اسی طرح آگے اس کا پیغام مخلوق تک پہنچا دیتے ہیں انہیں مخالفت کی پرواہ نہیں ہوتی چنانچہ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اپنے مختلف دعاوی کو لوگوں کے سامنے رکھا تو بعض لوگوں کو اس ترتیب کی حکمت سمجھ نہ آئی تو اپنے طور پر ترتیب دعویٰ کی تجویز حضور کی خدمت میں پیش کرنے لگے۔ چنانچہ ایک شخص کا واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ پہلے مولویوں کے سامنے یہ بات پیش فرماتے کہ اسلام کی حالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے عقیدہ کی وجہ سے سخت خطرہ میں ہے۔ مسلمان روز بروز کمزور ہو رہے ہیں اور عیسائی بن رہے ہیں اس کا علاج بتائیں تو اس وقت سب کے سب یہ کہہ دیتے کہ اس کا علاج آپ ہی سوچیں۔ پھر آپ ان کو اس کا علاج یہ بتاتے کہ قرآن مجید سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہے اس پر سب لوگ کہتے کہ بہت اچھی بات آپ نے سوچی ہے پھر دوسرا امر ان مولویوں کے سامنے یہ پیش فرماتے کہ حدیثوں میں عیسیٰ کے آنے کا ذکر ہے غیر مسلم قومیں اگر اس پر معترض ہوں تو اس کا کیا جواب ہوگا۔ اس وقت یہی مولوی یہ کہتے کہ آپ ہی اس کا جواب بتائیں آپ جواب میں یہ فرماتے کہ عیسیٰ سے مراد وہ عیسیٰ نہیں جو ایک دفعہ دنیا میں آچکا ہے بلکہ عیسیٰ سے مراد مثیل عیسیٰ ہے پھر تیسرا امر یہ پیش فرماتے کہ حدیثوں میں عیسیٰ کے زمانہ کے متعلق جو علامات بیان ہوئی ہیں ان میں سے بعض اس زمانہ میں نظر آتی ہیں پس کیوں نہ علماء امت میں سے ایک شخص کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہی مثیل مسیح ہے تو سب علماء اس پر کہتے کہ یہ بالکل درست ہے اور آپ سے زیادہ مستحق اس دعویٰ کا کوئی نہیں ہو سکتا اس کے بعد آپ دعویٰ کر دیتے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات سن کر فرمایا کہ بے شک اگر انسانی منصوبہ ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا" (خطبات محمود جلد سوم ص ۳۸۱)

انسانی منصوبے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے منصوبے اپنے اندر گہری حکمت رکھتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف اوقات میں جو دعوے کئے ہیں اس کی حکمت حضرت مصلح موعودؓ یوں بیان فرماتے ہیں۔

"یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان حکمتوں میں سے ہے کہ وہ اپنے بندوں پر رحم فرما کر اور ان کے ایمان کو آہستہ آہستہ مضبوط کرنے کے لئے بعض باتوں کو رفتہ رفتہ ظاہر کرتا ہے جیسے کہ قرآن کریم کی نسبت فرمایا ہے کہ:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيْلًا"

(الفرقان رکوع 3 آیت 33)

یعنی وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ہے وہ کہیں گے کہ اس پر قرآن یک دفعہ کیوں نہ اتارا گیا۔ اسی طرح (اتارا جانا تھا) تا کہ ہم اس کے ذریعہ تیرے دل کو ثبات عطا کریں اور (اسطرح) ہم نے اسے بہت مستحکم اور سلیس بنایا ہے۔

"اسی سنت قدیمہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سلوک کیا اور آپ کی جماعت کو بہت سی ابتلاؤں سے بچا لیا اگر آپ کو ایک لخت مسیح کی وفات اور اپنی نبوت کا اعلان کرنے کا حکم ہوتا تو آپ کی جماعت کے لئے سخت مشکلات کا سامنا ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ سے براہین احمدیہ لکھوائی اور گو اس میں آپ کو مسیح قرار دیا لیکن انکشاف تامہ نہ کیا تا آپ کو اس عظیم الشان کام کے لئے تیار فرمائے جس پر آپ کو مقرر فرمانا تھا اور مسیح کی وفات پر پردہ اس لئے ڈالے رکھا کہ اگر حضرت مسیح موعود کو اس وقت یہ بات معلوم ہو جاتی تو آپ اس کا اسی وقت اعلان کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی سنت قدیمہ کے ماتحت چاہتا تھا کہ سب کام ترتیب وار اور آہستہ آہستہ ہو۔ پس اس نے مسیح موعود کو ہی اصل بات سے ناواقف رکھا۔ اسی طرح آپ کو براہین کے زمانہ میں ہی نبی قرار دیا لیکن اس پر بھی ایک پردۂ اخفاء ڈالے رکھا۔ دونوں باتیں براہین احمدیہ کے زمانہ میں ظاہر تو اس لئے کیں تا یہ نہ ثابت ہو کہ کوئی منصوبہ ہے اور پوشیدہ اس لئے رکھیں تا متلاشیان صداقت پر زیادہ بوجھ نہ پڑ جائے۔ پھر دس سال بعد وفات مسیح کے مسئلہ پر سے پردہ اٹھا دیا لیکن مسئلہ نبوت پر ایک پردہ پڑا رہا تا کہ جماعت اپنے اندر ایک مضبوطی پیدا کر لے۔ حتیٰ کہ 1901 میں اس پردہ کو بھی اٹھا دیا اور حقیقت کھل گئی اور صداقت ظاہر ہو گئی اور یہ جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت کے ماتحت ہوا اور نبوت کا مسئلہ بالکل مسیحیت کے مسئلہ کے مطابق ہے۔ جس طرح اوائل میں باوجود مسیح نام پانے کے مسیح کو زندہ سمجھتے رہے اسی طرح حضرت مسیح موعود باوجود مسیح کا نام پانے کے ختم نبوت کے وہ معنی کرتے رہے جو لوگ کرتے تھے پر جس طرح دعویٰ مسیحیت کے بعد شروع شروع میں یہ کہتے رہے کہ ممکن ہے ابھی کوئی اور مسیح بھی ظاہر ہو اور اپنی طرح اور مسیح بھی مانتے رہے لیکن بعد میں انکشاف تام پر لکھ دیا کہ میرے بعد اور کوئی مسیح نہیں، اسی طرح پہلے آپ اپنی نبوت کو جزوی قرار دے کر امت محمدیہ میں سے اور بہت سے لوگوں کو بھی اس انعام میں شریک سمجھتے رہے لیکن بعد میں انکشاف تام پر لکھ دیا کہ میرے سوا اور کوئی شخص اس نام کا مستحق نہیں۔ پس یہ ایک حکمت الٰہی کا کرشمہ تھا اور اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت کا اظہار تھا"

(حقیقۃ النبوۃ ص 145-144)

خدا تعالیٰ کے مامور کے دعووں کی ترتیب میں جو حکمت الٰہی کارفرما ہے اللہ تعالیٰ اسے ہمیں بھی اور ہمارے مخالفین اور معترضین کو بھی سمجھنے کی توفیق دے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AutoTraders

16 مینگولین کلکتہ 70001

دکان 248-5222,248-1652,243-0794

رہائش: 237-0471,237-8468

آج کا گوپال

مکرم منور احمد صاحب خالد جرمنی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ہ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا (الشمس)

"کہ مجھے قسم ہے سورج کی تابناکی کی اور مجھے قسم ہے اس کے پیچھے آنے والے چاند کی" سورج کا کام پورے جوش، جلال اور گرمی سے روشن ہو کر سب کو روشن کرنا، اپنے کرہ پر حکومت کرنا، اپنے جلال کا اظہار کرتے ہوئے مقابلہ پر آنے والوں کو جلا کر بھسم کر دینے کی قوت رکھنا۔ جبکہ چاند کا کام ہے کہ اپنے وجود کو پاک اور شفاف شیشے کی طرح چمکا کر اپنے سورج کے سامنے اس طرح پیش کر دینا کہ اس کے منبع سے روشنی لے کر منعکس کرنا۔ اس کے جلال کے اندر سے ہی اس کا جمال لے کر اس کی ٹھنڈی میٹھی روشنی کو اس طرح پھیلانا کہ کلیاں چٹخ کر پھول کھل اٹھیں۔ ہر طرف خوشبو پھیل جائے سمندروں میں طلاطم پیدا ہو جائے۔

دنیاوی سلسلہ کی طرح مذہب کی دنیا میں بھی ہمیں پہلے سورج اور اس کے پیچھے چاند چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور آج میں ایسے ہی تین سورجوں اور تین چاندوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کا تعلق آپس میں ایک کڑی کی طرح جڑا ہوا ہے۔ اور ان تینوں کا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہے۔ ہاں وہی ابراہیم جو قوموں نسلوں اور نبیوں کے باپ ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں حاجرہ، سارہ اور قطورہ تینوں سے ان کی نسل چلی جو تمام دنیا میں پھیل گئی۔ سارہ اور حاجرہ کی نسلوں کو اور تاریخ کو بائبل نے بگڑی ہوئی شکل میں محفوظ رکھا جسکی بعد میں قرآن کریم نے تصحیح کر دی لیکن حضرت ابراہیم کی تیسری بیوی قطورہ کی نسل جو ہجرت کر کے ہندوستان چلی گئی کی ابتدائی تاریخ کا کوئی ریکارڈ محفوظ نہیں۔

تاریخ کس قدر بگڑ جاتی ہے اور بگاڑ دی جاتی ہے کو سمجھنے کے لئے پاکستان کی مثال ہی کافی ہے کہ اس کو بنے ہوئے ابھی 55 سال بھی نہیں ہوئے اور ابھی بعض وہ لوگ بھی زندہ ہیں جن کا اس میں عملی حصہ تھا مگر آج وہ لوگ جو کہتے تھے کہ ہم پاکستان کی پ نہیں بننے دیں گے وہ تو پاکستان کے بانی اور ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں اور جنہوں نے بنایا تھا انکو الگ کیا ہوا ہے۔

ہندوستان کی تاریخ کی ابتداء آریوں کی آمد سے شروع ہوتی ہے۔ جس کے پہلے منظم بادشاہ اشوک اعظم تھے آرین کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ وسط ایشیا سے آئے تھے۔ اس زمانہ میں ہندوستان آنے والے تمام راستے وسط ایشیا سے ہی ہو کر آتے تھے۔ سکندر اعظم سمیت تمام فاتحین نے یہی راستہ اختیار کیا۔ آرین کی آمد کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ کے قریب ہے اور خیال ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری نسل نے اسی زمانہ میں ہجرت کی ہو۔ بعض محققین تو یہ بھی کہتے ہیں کہ ابراہیم کو عبرانی میں ابرام لکھا جاتا ہے۔ اور قیاس ہے کہ یہی ابرام صرف رام رہ گیا ہو۔ اور رام دراصل ابراہیم ہی ہیں اگر وہ خود نہیں تو انکی تیسری بیوی قطورہ کی نسل میں سے پیدا ہونے والا شخص جسکا نام اپنے جد امجد کے نام پر ابرام رکھا گیا جو صرف رام رہ گیا ہے حضرت ابراہیم کی زندگی کے واقعات انکی نسل ساتھ لائی تھی اور نسل در نسل روایات نے اسکو کچھ کا کچھ بنا دیا پھر بھی واقعات اتنی حیرت انگیز مشابہت رکھتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے وہی راجہ دشرتھ کی بیویوں کا سوکن بنا ایک بیوی کا اپنے بیٹے کو وارث بنانے کے لئے (حضرت اسماعیل کی طرح) دوسری سوکن کے بچے کو دیس نکالا یا بنواس دلانا حضرت سارہ کو ایک بادشاہ کا اپنی بیوی بنانے کے لئے روک لینا اور پھر انکی پاکیزگی اور طہارت سے متاثر ہو کر بہن بنا کر واپس کر دینا۔ اور رام کی بیوی سیتا کے ساتھ پیش آنے والے واقعات، یہ سب واقعات گڈ مڈ ہو کر ایک نئی کہانی بن گئی ہے۔ اور پانچ ہزار سال میں یہ ناممکن نہیں بلکہ یہی نظر آتا ہے کہ واقعات کا اصل مغز تو قائم رہا واقعات قصہ گو لوگوں نے اپنے اپنے مزاج کے مطابق ڈھالنے کی پوری کوشش کی۔

مجھے اس لمبی تمہید کی اسلئے ضرورت پیش آئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہ تینوں سلسلے اپنے اپنے مذہب کی بنیاد کتاب شریعت پر رکھتے ہیں اور تینوں میں ایک حیرت انگیز مماثلت پائی جاتی ہے۔

1- حضرت سارہ کی نسل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی گئی جو شرعی کتاب تھی اور اس کے ساتھ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلال اور حکومت بھی دی گئی مگر اس جلال اور حکومت کے نتیجہ میں اسرائیلیوں کے دل دن بدن سخت تر ہوتے چلے گئے۔ ظلم فساد اور تفرقہ ان لوگوں کا شیوہ بن گیا اور مذہب کے نام پر خون معمول بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک موقعہ دیا اور چاند کی صورت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بھجوایا جنھوں نے انکو ظلم سے نجات دلوانے کیلئے پیار محبت اور مسکینی کی تعلیم دی کہ اگر کوئی تمھارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کر دو مگر وہ ان کی بات سننے کی بجائے الٹا انہیں کو سولی پر لٹکا کے مارنے پر تل گئے تو وہ چاند ان کو چھوڑ کر بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں ہندوستان میں جا چکا اور وہاں اپنے مشن کی تکمیل کی۔ آج آدھی دنیا ان کی دعائے مائدہ کا پھل تو کھا رہی ہے لیکن کتنے ظلم کی بات ہے اسی کو خدا کا بیٹا بنا بیٹھے ہیں جسکی بھیانک سزا تو ان کو مل رہی ہے۔

2- دوسری طرف ہندوستان میں رام کو کتاب 'وید' حکومت و نبوت عطا ہوئی تو اس کے ماننے والوں نے بھی انسانیت کو چار گروہوں برہمن، کشتری، ویش اور شودر میں بانٹ کر خود تو اونچی ذات برہمن بن گئے اور مذہب کے نام پر شودروں پر وہ مظالم کئے کہ واقعی خونی ہولی کھیلتے رہے۔ عورتوں کو خاوندوں کی لاشوں کے ساتھ زندہ جل جانے کی رسم 'ستی' جاری کروائی۔

ان کو بھی خدا نے ایک موقع دیا اور ایک چاند کرشن کی صورت میں ان کو بھی عطا ہوا جس نے اپنی تعلیم میں گائے کی سی غربت اور مسکینی اور گائے کی طرح انسانیت کو دودھ کا فیض پہنچانے کی تعلیم دی۔ مگر لوگوں نے گائے کو ہی خدا بنا لیا اور اس کا پیشاب پینے کو ثواب اور موذی جانوروں سانپ، بچھو کو بھی نہ مارنے کہ ان میں بھی جان ہوتی ہے اور 'جیو ہتیا' گناہ ہوتی ہے کا عقیدہ بنا لیا۔

حضرت کرشن علیہ السلام کی تعلیم کا اثر دو باتوں میں اب بھی نمایاں اور منفرد ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قوموں کی تقدیر ماؤں کی تربیت سے وابستہ ہوتی ہے اس لئے انہوں نے کل کی ماؤں کو اور اس وقت کی بچیوں کو خاص طور پر چنا اور ان کی احسن رنگ میں تربیت کی اور یہ بچیاں بھی ان کی توقعات پر پوری اتریں اور آج تک عام دنیا کی عورتوں کے مقابلہ میں ایک تو شرم و حیا اور پردہ ان میں زیادہ ہے دوسرے ہندوستانی عورت خاوند کی وفاداری اور اطاعت میں منفرد ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض شیطان صفت لوگوں نے کرشن کی ان گوپیوں کے بارہ میں کہانیاں تراشیں "ایسے لوگ آج بھی موجود ہیں"۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے کلجگ میں دوبارہ اوتار لینے یعنی روپ دھارنے کا نظریہ اس شدت سے دلوں میں گاڑ دیا کہ آج بھی سب اس کے منتظر ہیں کہ کب وہ چاند دوبارہ طلوع ہو تو ہم اس کے قدم چومیں۔

3- تیسرا اور آخری سورج جو ہاجرہ کی نسل سے طلوع ہوا جسے تمام دنیا کی راہبری کیلئے چنا اور جسے قیامت تک کیلئے آتشیں شریعت دے کر بھجوایا گیا جو اپنے جلال میں لاثانی اور جس کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا کہ اب صرف وہی کوئی مقام اور میرا پیار حاصل کر سکے گا جو تیرے واسطے سے آئے گا۔ اسے بھی شریعت اور نبوت کے ساتھ حکومت عطا ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے آدھی دنیا اس کے سامنے جھک گئی تو مسلمانوں نے بھی پھر وہی ظلم و بربریت کی راہ اختیار کر لی۔ امن کے شہزادہ کو جہاد کے نام پر لہو ٹپکاتی ہوئی تلوار کا مالک اور آپکی تعلیم کو جو پیار محبت اور انسانیت کی اعلیٰ ترین اقدار سکھانے آئی تھی انارکی اور دہشت گردی کی حامل بنا دیا اور آپکے دین جسکا نام ہی اسلام تھا خونی مذہب بنا دیا۔ لیکن چونکہ یہ آخری سلسلہ تھا اس لئے خالق کائنات نے اس شریعت کی لفظی، عملی اور معنوی حفاظت کا ذمہ خود لے لیا اور اس سورج سے وعدہ کیا کہ جب تیری امت بگڑے گی تو میں تمہیں ایک مکمل چاند دوں گا جو تیرے نور کو اسی طرح منعکس کرے گا کہ گویا تو خود ہی دوبارہ آ گیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے تیرا پیارا پیارا جمال چمکے گا۔ تو چونکہ عالمی ہے اس لئے تیرا چاند بھی عالمی ہوگا۔ جسکی ٹھنڈی اور دلوں کو موہ لینے والی چاندنی سے فیض پانے والے اور تیری اس کوثر سے جام پینے والے ایسے مست ہونگے کہ تیرے یہ صحابہ جن کی تربیت پر تو بجا طور پر ناز کرتا ہے اور جو ہر وقت جان و مال فدا کرنے پر تیار رہتے ہیں انہیں جیسی ایک اور جماعت آخرین میں بھی تجھے دی جائے گی۔ جو اپنے جان و مال فدا کرتے ہوئے ان سے آملیں گے۔ جو تیرے نام اور تیرے دین کو تمام اکناف عالم میں پھیلا دیں گے۔ جو دلوں میں اتر جانے والی چاندنی سیمیں بدنوں میں حشر برپا کرنے اور نیک فطرتوں کو مقناطیسی قوت سے کھینچنے والی چاندنی کے اثر میں ڈوب کر تمام دنیا کے دل پیار، محبت اور اخلاق سے جیت کر تیرے قدموں میں لا ڈالیں گے اور اپنی ڈھال امام کے پیچھے قرآن کریم کو پھیلانے کا جہاد اکبر کریں گے۔

اے سرزمین ہندوستان تو کتنی خوش قسمت ہے کہ پہلا چاند بھی تیری فضاؤں میں چمکا۔ دوسرا چاند اپنے لوگوں کے ظلم سے تنگ آ کر تیرا مہمان ہوا اور 80 سے زائد سال تیری ہی فضاؤں میں چمکا۔ اور ان دونوں چاندوں نے جس تیسرے چاند کی پیشگوئی کی اور اس کا آنا اپنا آنا قرار دیا وہ بھی تیسری ہی فضاؤں میں طلوع ہوا ہے۔

مقررہ وقت پر وہ چاند ہندوستان کے ایک گاؤں قادیان سے نمودار ہوا جسکو خود خدا نے گوپال کے خطاب سے نوازا کہ اے رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے۔ ہر اچھا گوپال نذیر اور بشیر ہوتا ہے۔ پہلے تو اسے پتا ہونا چاہئے کہ میری گائیوں کو کس کس جگہ سے کیسے کیسے خطرات در پیش ہیں۔ اور پھر ان سے بچا کر اپنے ریوڑ کو لے جانا اور ایسی جگہ لے جانا جہاں ہرا بھرا گھاس ٹھنڈا میٹھا پانی معتدل موسم ہو اور جہاں نہ ختم ہونے والی نعمتیں میسر ہوں۔ اس لحاظ سے جب ہم تیسرے چاند یعنی گوپال کا جائزہ لیں تو ایک عجیب شان نظر آتی ہے۔

وہ پہلے تو اپنے پیدا کرنے والے کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ "ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء" (سورۃ جمعہ)

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

پھر اپنے اصل منبع اور سورج کے بارہ میں کہتا ہے:

ربط ہے جان محمد سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اپنی گائیوں کو اس طرح راستہ دکھاتا ہے:

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

اسکا ساتھ نہ دینے والوں کو اس طرح ڈراتا ہے اور خبردار کرتا ہے:

تم نہیں لوہے کے کیوں ڈرتے نہیں اس وقت سے
جس سے پڑ جائے گی اک دم میں پہاڑوں میں بغار
وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار

بقیہ صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

گجرات فسادات کے آئینہ میں

27 رفروری کو گجرات میں خون آشام فسادات شروع ہوئے جو قریبا ایک ہفتہ نہایت زور شور سے جاری رہے جن کا اثر ملک کے کئی حصوں میں دیکھنے میں آیا۔ایک اندازے کے مطابق چھ صد سے زائد افراد فسادات کی نذر ہوئے جن میں سے کئی زندہ جلادیئے گئے کئی عمارتیں فیکٹریاں اوردکانیں نذر آتش ہوئیں ہزاروں لوگ اپنے گھروں سے بے گھر ہوکر خوف وہراس کے عالم میں جی رہے ہیں۔ذیل میں ہم گجرات کے فسادات کے متعلق کچھ خبریں درج کررہے ہیں ......(ادارہ)

گجرات کے واقعات سے 1984 کے دنگوں کی یاد تازہ ہوگئی

دنگوں کے مجرموں کو عبرتناک سزائیں دی گئی ہوتیں تو یہ واقعات نہ ہوتے: پھولکا

سابرمتی ایکسپریس میں آتش زنی کے بعد گجرات میں انتقامیہ ہلاکتوں کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس سے دہلی اور آس پاس کے علاقوں میں 1984 کی خونریزی کی یادیں تازہ ہوگئی ہیں جب اندرا گاندھی کے قتل کے بعد انتقامی کاروائیوں میں کئی ہزار سکھ تہ تیغ کردیئے گئے تھے۔1984 کے فسادات کے مجرموں کو اگر عبرتناک سزائیں دی گئی ہوتیں تو یہ گودھرا کی ٹرین آتش زنی پر جوابی کاروائی کرنے والوں کے لئے ایک سبق ہوتا اور وہ اس سے باز رہتے۔اس خیال کا اظہار ایڈووکیٹ ایچ ایس پھولکا نے کیا جو کہ 84 کارنیج کمیٹی کے وکیل ہیں جو کہ سکھ مخالف فسادات کے شکار افراد کی ناناوتی کمیشن کے سامنے نمائندگی کرتی ہے۔جناب پھولکا نے کہا کہ ان دونوں واقعات میں بہت سی چیزیں مشترک ہیں اور دونوں ہی واقعات میں انتظامیہ کی طرف سے ایک دوسرے کو موردالزام ٹھہرانے کا رجحان پایا جاتا ہے۔گجرات میں پولیس اور فوج نے تشدد کو روکنے میں تاخیر کیلئے ایک دوسرے پر الزام لگایا ہے۔

1984 کے فسادات کے معاملہ میں جسٹس مشرا کمیشن کا یہ مشاہدہ تھا کہ اگر سکھ محافظوں کے ہاتھوں اندرا گاندھی کے قتل کے بعد انتقامی کاروائیوں کو روکنے کے لئے بروقت فوج طلب کرلی گئی ہوتی تو دہلی میں دو ہزار افراد کی جانیں بچ سکتی تھیں۔جناب پھولکا کا کہنا ہے کہ گجرات کی صورت حال حقیقتاً 1984 کے فسادات کی یاد دلاتی ہے۔فوج کا کہنا ہے کہ اسے بروقت تعینات نہیں کیا گیا جبکہ پولیس کا الزام ہے کہ وہ تعاون نہیں کر رہی ہے۔26 فروری کو ناناوتی کمیشن کے سامنے سوال اٹھا تھا کہ 1984 کے فسادات میں فوج طلب کرنے میں تاخیر کیوں کی گئی تھی اور اس سلسلہ میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ اس معاملہ میں فیصلہ کرنے میں سابق گورنر بی جی گوائی کی زیر قیادت انتظامیہ نے غیر معمولی تاخیر کی تھی۔پھولکا نے کہا کہ خطاکاروں کی نشاندہی اور ان کے خلاف سخت کاروائی سے ہی ملک میں انتقامی ہلاکتوں کے اس طرح کے واقعات کو دوبارہ رونما ہونے سے روکا جاسکتا ہے۔

گجرات میں خون خرابہ قوم کی ساکھ پر بدنما دھبہ۔واجپئی

لوگوں سے ضبط سے کام لینے اور فرقہ وارانہ اتحاد بحال کرنے کی اپیل

پردھان منتری شری اٹل بہاری واجپئی نے گجرات کے قتل عام کو دیش کی ساکھ پر ایک دھبہ قرار دیتے ہوئے یہ بھروسہ ظاہر کیا ہے کہ موجودہ جنون پر قابو پالیا جائے گا اور صوبہ میں فرقہ وارانہ یگانگت برقرار ہوجائے گی۔بڑی سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں کی میٹنگ کے ایک دن بعد جناب واجپئی نے کہا کہ 'گودھرا' اور گجرات کے دیگر مقامات پر جو سفاکانہ قتل ہوئے ہیں ان سے دیش کی ساکھ پر دھبہ لگا ہے اور اس سے بین الاقوامی برادری کے روبرو بھارت کے وقار کو نقصان پہنچا ہے۔دوردرشن پر لوگوں سے اپیل براڈکاسٹ کرتے ہوئے پردھان منتری نے کہا کہ مجھے بھروسہ ہے کہ دیش نے جس طرح ماضی میں بحرانوں پر قابو پایا ہے اسی طرح وہ اس بار بھی ایسا کرنے میں کامیاب ہوجائیگی اور امن و یگانگت کا ماحول بھی پیدا کرے گا۔واجپئی نے کہا کہ بعض اوقات وقت ایسے آجاتے ہیں جب دیش آزمائش میں پڑ جاتا ہے گجرات میں تشدد سے ایسی ہی حالت پیدا ہوگئی ہے۔انہوں نے کہا کہ دیش کے چند حصوں میں لوگوں کو جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں زندہ جلائے جانے کے واقعات سے دیش کے وقار کو دھکا لگا ہے۔جناب واجپئی نے یہ اپیل گجرات میں بڑے پیمانہ پر ہوئے واقعات کے پیش نظر کی ہے جن میں گجرات اور دوسرے صوبوں میں کئی سو لوگ مارے گئے ہیں

گجرات میں جتنی سختی اور احتیاط چاہئے تھی وہ نہیں برتی گئی

(مرکزی وزیر شاہنواز حسین کا اعتراف)

نئی دہلی 4 مارچ (یو این آئی) گودھرا واقعہ کے بعد احمد آباد اور گجرات کے دیگر حصوں میں جتنی سختی اور احتیاط برتنی چاہئے تھی اتنی نہیں برتی گئی۔یہ خیال مرکزی وزیر برائے شہری ہوا باز جناب شاہنواز حسین نے اپنے ایک روزہ دورہ گجرات سے واپس آنے پر آج یہاں یو این آئی اردو سروس کے ساتھ بات چیت کے دوران ظاہر کیا۔انہوں نے کہا کہ گجرات میں اگر زیادہ چوکسی برتی جاتی تو بہت سے معصوم لوگوں کی زندگی بچائی جاسکتی تھی۔حسین نے کہا کہ گجرات میں حالات ابھی بھی نازک ہیں سب سے زیادہ تشویش کی بات یہ ہے کہ اب دنگے دیہاتوں کی طرف رخ کررہے ہیں جہاں پولیس اور سیکورٹی فورسز کا آنافاناً پہنچنا مشکل ہے۔انہوں نے کہا کہ گجرات کے دورہ سے واپس آنے پر انہوں نے وزیراعظم اٹل بہاری واجپئی سے ملاقات کرکے وہاں کی اصل صورتحال سے انہیں واقف کرایا۔وزیراعظم نے ان کی باتوں کو ہمدردی اور توجہ سے سنا اور حالات کو قابو میں کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات کرانے کا یقین دلایا۔

انہوں نے کہا کہ احمد آباد اور دیگر فساد زدہ مقامات پر مسلمانوں کے وفود نے ان سے جو شکایتیں کی تھیں انہوں نے وزیراعظم کو ان سے واقف کرایا۔وزیراعظم نے کہا کہ وہ گجرات حکومت سے پھر بات کریں گے اور مسلمانوں کا اعتماد بحال کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔حسین نے کہا کہ گجرات میں بے پناہ جانی اور مالی نقصان ہوا ہے۔ان دنگوں کی وجہ سے گجرات جیسی خوشحال ریاست دسیوں سال پیچھے چلی گئی ہے۔حسین نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے کوتاہی برتنے کے لئے کئی افسروں کو ڈانٹ بھی پلائی۔انہوں نے اعتراف کیا کہ گجرات کے فسادات سے ہندوستان۔بی جے پی اور ریاستی حکومت کی امیج کو بہت دھکا لگا ہے۔

احمد آباد میں ایک مسلم خاتون نے تین ہندوؤں کی جان بچائی

گروہی تصادموں کے دوران انہیں اپنے گھر میں پناہ دے رکھی تھی

احمد آباد 2 مارچ (پی.ٹی.آئی) تین ہندوؤں کی جن میں ایک ٹی وی ایجنسی کے دو کیمرہ مین شامل ہیں جان ایک مسلمان خاتون کی ہمدردی کی وجہ سے بچی جو کہ فرقہ وارانہ منافرت کے زہر سے اچھوتی رہی تھی۔پرائیوٹ ٹیلیویژن ایجنسی کے کیمرہ مین امت راٹھور، سوشیل پاریکھ اور ان کا ڈرائیور منوہر سنگھ اگر آج زندہ ہیں تو ان کی زندگیاں ڈینٹل مڈا اریا کی ایک مسلمان خاتون کی مرہون منت ہیں۔وہ 27 فروری کو اس علاقہ میں آئے اور دونوں فرقہ کے مابین کراس فائرنگ میں پھنس گئے۔راٹھور نے پولیس کمشنر پی.سی. پانڈے کی موجودگی میں بتایا کہ ہماری کار اور کیمرہ کو ہجوم نے آگ لگادی اور دوسرے ہجوم نے ہماری آنکھوں کے سامنے تین اشخاص کو زندہ جلادیا۔راٹھور نے کہا کہ عورت نے انہیں کھانا اور پانی دیا اور ان سے کہا کہ وہ فکر نہ کریں۔

جعفری بچاؤ کے لئے بار بار فون کرتے رہے لیکن پولیس نہ آئی

اس سے بڑی شرم کی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ سرکار جعفری جیسے انسان کی بھی حفاظت نہیں کرسکی

گجرات میں اب تک درجنوں لوگوں کا قتل ہوچکا ہے لیکن ایک شخص کی موت سب کے اندیشے پیدا کرتی ہے۔سابق ممبر پارلیمنٹ احسان جعفری کی موت سے لوگ نہ صرف صدمے میں ہیں بلکہ انہیں حیرت بھی ہوئی ہے۔کمیونسٹ پارٹی سے کانگریسی بنے جعفری کو فسادیوں نے ان کے پریوار سمیت جلاکر مار ڈالا۔اس واقعہ سے ہندو اور مسلمان سبھی دکھی ہیں۔لوگ جعفری کو ایک ایسے انسان کے روپ میں یاد کرتے ہیں جن کا سیکولرازم میں گہرا یقین تھا۔وہ انتہائی نیک دل اور ملنسار انسان تھے ایک غیر سرکاری تنظیم 'لوک ادھیکار سنگھ' کے چیئرمین گریش پٹیل کا کہنا ہے کہ جعفری اور ان کے خاندان کو جس بے رحمی سے مار ڈالا گیا اس سے زیادہ بربریت والا واقعہ اور کچھ نہیں ہوسکتا۔انہوں نے کہا کہ جعفری جیسا سیکولر اور متوازن انسان انہوں نے اور کوئی نہیں دیکھا۔1971ء میں لوک سبھا کے لئے چنے گئے جعفری نے اپنی اور اپنے خاندان کی جان بچانے کے لئے کئی بار پولیس کو فون کیا جبکہ گل موہر سوسائٹی علاقہ میں ان کے گھر کے سامنے سیکڑوں فسادی جمع تھے۔71 سالہ جعفری اکیلے ہی اس صورت حال سے نپٹ رہے تھے وہ بار بار پولیس کو فون کررہے تھے کہ وہ ان کی حفاظت کے لئے جلد پہنچے۔احمد آباد کانگرس کمیٹی کے نائب صدر فرید ابھائی کھادی والا نے کہا کہ جعفری پوری طرح بے سہارا ہوگئے تھے۔بے صبر فسادی انہیں جلاکر جان سے مار ڈالنے کے لئے سامنے کھڑے تھے۔بھیڑ جمع تھی چھ گھنٹے گزر گئے لیکن ایک بھی پولیس والا جائے واردات پر نہیں آیا۔جعفری نے بھیڑ کو منتشر کرنے کے لئے ہوا میں گولیاں بھی چلائیں۔ایک صحافی اقبال خان نے غصے میں کہا کہ مسلمانوں میں اب یہ خیال گھر کرگیا ہے کہ سرکار ان کے جان و مال کی حفاظت نہیں کرسکتی۔سوشل ورکر سلیمان خان کا کہنا ہے کہ گجرات سرکار مسلمانوں کی حفاظت کرنے میں ناکام رہی۔انہوں نے کہا کہ اس سے بڑی شرم کی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ سرکار جعفری جیسے انسان کی بھی حفاظت نہیں کرسکی۔

گجرات میں چار دنوں میں ٹرک مالکان کا 300 کروڑ کا نقصان ہوا
90 سے زائد بھرے ہوئے ٹرک لوٹ لئے گئے یا جلا دیئے گئے

نئی دہلی 4 مارچ (یواین آئی) گجرات میں فرقہ وارانہ فسادات میں ہونے والی بھیانک خونریزی اور امن و قانون کے ختم ہو جانے سے ٹرانسپورٹ کا کام کرنے والے بھی مفلوج ہو کر رہ گئے ۔معلوم ہوا ہے کہ یکم مارچ سے لے کر چار مارچ تک ٹرکوں کے مالکان کو 300 کروڑ کا نقصان ہوا ٹرانسپورٹ ریسرچ اینڈ ٹریننگ کی ہندوستانی فاؤنڈیشن کا کہنا ہے کہ انہوں نے جو سروے رپورٹ تیار کروائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گجرات میں یکم مارچ سے ٹرکوں کا چلنا بالکل بند ہو گیا۔

گجرات میں مختلف حصوں میں بلوہ کرنے والے گروپوں کے ذریعہ 90 سے زیادہ بھرے ہوئے ٹرک لوٹ لئے گئے یا وہ جلا دیئے گئے ۔اور 8 ڈرائیور اور کنڈکٹر جان سے بھی مارے گئے ہیں۔دوسری ریاستوں سے آنے والوں ٹرکوں نے گجرات کا رخ کرنا چھوڑ دیا حالانکہ یہاں روزانہ دوسری ریاستوں سے 200,000 ٹرک آتے ہیں اور 150,000 کے قریب نیشنل پرمٹ حاصل کرنے والے ٹرک آتے ہیں۔

گجرات دنگوں کے خلاف صحافیوں کا مارچ

نئی دہلی 4 مارچ (یواین آئی) سرکردہ ایڈیٹروں ،رائٹروں اور جرنلسٹوں جن میں خوشونت سنگھ ،این رام اور اروندھتی رائے شامل تھے نے آج پارلیمنٹ کی طرف مارچ کیا اور مانگ کی کہ ان لوگوں کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے جو گجرات میں فرقہ وارانہ دنگے کنٹرول کرنے میں بے عملی کے لئے ذمہ دار ہیں ۔ان فسادوں میں 400 سے زائد انسانی زندگیاں تلف ہو چکی ہیں۔

دہلی یونین آف جرنلسٹ کے زیر اہتمام 'صحافی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے علم بردار ہیں' کا بینر اٹھائے مارچ کرنے والوں کو پارلیمنٹ ہاؤس تک جانے کی اجازت نہیں دی گئی اسلئے انہیں اپنا پروٹسٹ مارچ جنتر منتر پر ہی روکنا پڑا دوسرے جو سرکردہ صحافی و رائٹرس اس مارچ میں شامل تھے ان میں ٹائمز آف انڈیا کے مینیجنگ ایگزیکٹو ایڈیٹر دیپ پڈ گاؤنکر، سرکردہ جرنلسٹ بی۔جی۔ واگیز ،ایشین ایج کے پولیٹکل ایڈیٹر سیما مصطفےٰ ،جے اینڈ یو ٹیچرز ایسوسی ایشن کے پردھان کمل مترا چینائے ،ٹی وی کی شخصیت پران جوئے گوہا ٹھاکرتا ،ہندوستان ٹائمز کے اسسٹنٹ ایڈیٹر امرت سین گپتا اور ڈی یو جے کے پردھان ایس کے پانڈے کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔مظاہرین کو خطاب کرتے ہوئے مقررین نے مطالبہ کیا کہ گجرات سرکار کو ڈسمس کیا جائے جو سیکڑوں لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کرنے میں ناکام رہی ہے۔

گجرات میں ہلاکتوں کے خلاف مسلم رہنماؤں کا دھرنا

گجرات میں بے دریغ مسلمانوں کی ہلاکتوں کے خلاف کئی مسلم تنظیموں کے راہنماؤں نے نئی دہلی میں 4 مارچ کو دھرنا دیا۔انہوں نے گجرات سرکار کو ڈسمس کرنے اور مسلم راہنماؤں کو گجرات کا دورہ کرنے کی مانگ کی اس دوران بعض مسلم لیڈروں نے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی سے ملاقات کر کے اپیل کی کہ گجرات میں فسادات کی سپریم کورٹ کے ایک جج سے جانچ کرائیں۔گجرات کے فسادات میں قریباً چھ صد افراد ہلاک ہوئے جبکہ کروڑوں روپے کی ملکیت کا نقصان ہوا۔قابل ذکر ہے کہ موجودہ فساد میں مسلمانوں کے وی.آئی.پی طبقہ کو بھی بخشا نہیں گیا اور پولیس نے بجائے ان کو تحفظ فراہم کرنے کے بے بس ہو کر انہیں کسی محفوظ مقام کی طرف چلے جانے کا حکم دیا۔

گجرات فسادات اور علی گڑھ میں ہنگامہ

علی گڑھ 3 مارچ (پی.ٹی.آئی) آج اقلیتی فرقہ کے ایک پھیری والے کے مبینہ قتل کے خلاف پروٹسٹ کرنے والے مشتعل ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے پولیس کی طرف سے ہوا میں گولی چلائے جانے کے بعد پرانے شہر کے حصوں میں کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔گڑبڑ ان خبروں کے بعد شروع ہوئی کہ ایک پھیری والے کو ہلاک کر دیا گیا ہے جو کہ کل شام سینما ہال سے لاپتہ ہو گیا تھا۔جب پھیری والے کے والدین اور رشتہ دار اس کا پتہ لگانے میں ناکام رہے تو احتجاج کرنے والوں نے پولیس پر پتھراؤ کیا اور پھیری والے کی لاش ان کے حوالے کرنے کی مانگ کی۔پولیس نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے ہوا میں گولی چلائی اور حکام نے فصیل بند شہر کے تین علاقوں میں کرفیو نافذ کر دیا۔پولیس نے گڑ بڑ زدہ علاقے میں گشت تیز کر دی ہے۔

گجرات فسادات.....تاریخ کے آئینہ میں

1985 میں برپا ہونے والے فسادات کی جانچ کے لئے قائم کردہ دوبے کمیشن کی رپورٹ کے مطابق گجرات میں پہلی بار 1410ء میں فساد ہوا تھا۔لیکن 1714 میں ہولی کے دوران سب سے خوفناک فساد ہوا تھا۔1716-1714 میں بھی یہاں فسادات ہوئے۔آزادی کی جدوجہد کے دوران ہوئے غدر کے بعد 1858 میں احمد آباد شہر میں ایک اور فساد ہوا۔اس وقت انگریز پولیس افسر میجر ا گیر نے احمد آباد سے ہزاروں کی تعداد میں ہتھیار ضبط کئے تھے۔1965 کی ہند پاک جنگ کے بعد جب پاکستان اور ہندوستان کے درمیان تعلقات میں کڑواہٹ پیدا ہوگئی اور فرقہ وارانہ منافرت پیدا ہوگئی تو فرقہ وارانہ فسادات نے بھی بھیانک شکل اختیار کرلی۔1969 میں فرقہ وارانہ فسادات نے بدترین شکل اختیار کرلی اور احمد آباد کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی تار تار ہوگئی اور ان فسادات میں سیکڑوں افراد لقمہ اجل بن گئے۔

احمد آباد کی تاریخ میں 1985 میں ریاستی حکومت کی ریزرویشن پالیسی کے خلاف ایک بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا جس نے دھیرے دھیرے فرقہ وارانہ شکل اختیار کرلی اس میں تقریباً سو افراد مارے گئے تھے۔1989-90 کے الیکشن کے وقت کالوپور ناور کے ایک معمولی واقعہ نے احمد آباد کو فرقہ وارانہ فساد میں تبدیل کر دیا 1990 میں رتھ یاترا نکالنے والے اس وقت کے بی جے پی کے صدر لال کرشن ایڈوانی کو گرفتار کر لیا گیا تھا جس کی مخالفت میں مختلف ہندو تنظیموں نے 30 اکتوبر کو بھارت بند کا اہتمام کیا تھا۔اس وقت بھی احمد آباد میں فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے تھے اور یہاں تقریباً ایک ماہ تک کرفیو نافذ رہا تھا۔اس کے دو برس بعد 1992 میں ایودھیا میں متنازعہ ڈھانچہ کے انہدام کے بعد بھی گجرات کے کئی شہروں میں فرقہ وارانہ فساد برپا ہو گیا تھا۔

گجرات فسادات کا ہریانہ و پنجاب پر اثر

چنڈی گڑھ (پی ٹی آئی۔یواین آئی) وشو ہندو پریشد (وہپ) سپانسرڈ 'بھارت بند' میں آج ہریانہ اور پنجاب میں مذہبی ڈھانچوں کو نقصان پہنچانے کے اکا دکا واقعات ہوئے۔یہاں موصول ہونے والی اطلاعات میں کہا گیا ہے کہ ہریانہ کے کیتھل میں ہجوم نے کم از کم 5 مذہبی ڈھانچوں کو جزوی طور پر نقصان پہنچایا اور ایک کو نذر آتش کر دیا گیا۔مظاہرین نے سنگ باری کر کے ایک پولیس کار کن کو زخمی کر دیا جس کے نتیجہ میں پولیس کو مجبور ہو کر لاٹھی چارج کرنا پڑا۔

پنجاب کے کپورتھلہ شہر میں بھی ایک مذہبی ڈھانچے کو جزوی طور پر نقصان پہنچایا گیا۔جبکہ پٹیالہ میں زبردستی دکانوں کو بند کروایا گیا۔پولیس نے یہ جانکاری دیتے ہوئے بتایا کہ امرتسر میں ہجوم نے ایک ہوٹل کی کھڑکیاں اور شیشے توڑ ڈالے۔کپورتھلہ میں پولیس نے ایک خاص طبقہ کے پانچ افراد کو گرفتار کیا ہے۔تاہم ان واقعات میں کسی کے زخمی ہونیکی اطلاع نہیں ہے۔

اطلاعات میں کہا گیا ہے کہ پنجاب میں بیشتر بازار بند رہے جبکہ امتحانات شیڈول کے مطابق ہوئے۔کیتھل میں سیکڑوں لوگ جو لوہے کی سلاخوں اور دیگر خطرناک ہتھیاروں سے لیس تھے دو گھنٹے تک ننگا ناچ کرتے رہے اور 100 پولیس کرمچاریوں نے مسجدوں اور مزاروں کے تحفظ کے لئے خود کو بے بس پایا۔پولیس کاٹھ منڈی مسجد کے امام سمیت درجنوں مسلمانوں کو بچانے میں کامیاب رہی۔

بھارت کے صوبہ 'گوآ' (GOA) میں تبلیغی کوشش

12 نومبائعین کی جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۱ء میں شمولیت

گوآ ہندوستان کا ایک ایسا صوبہ تھا جہاں پر ابھی تک منظم طور پر جماعت احمدیہ کی تبلیغ و تعلیم کا کام شروع نہیں ہوا تھا۔جبکہ بعض احمدی احباب اپنے کاروبار کے سلسلہ میں پہلے سے یہاں مقیم ہیں۔

مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب نگران کرناٹک نے گوآ کا سروے کر کے مکرم مبارک احمد صاحب ظفر ایڈیشنل وکیل المال لنڈن کی خدمت میں لکھ کر گوآ کو کرناٹک کے ساتھ جوڑ کر تبلیغی کام شروع کئے جانے کی درخواست کی۔منظوری ملنے پر محترم شفیع اللہ صاحب امیر جماعت کرناٹک و گوآ،مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح و ارشاد، محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ و مکرم مولوی رفیق احمد صاحب مالاباری نائب ناظر بیت المال آمد نے گوآ کا دورہ کیا اور خاکسار کو گوآ کا پہلا مبلغ مقرر کیا۔خاکسار نے شہر 'پونڈا' کو اپنا دار التبلیغ بناتے ہوئے کام شروع کیا۔تبلیغ کے ساتھ ساتھ مخالفین بھی مخالفت میں کمربستہ ہو گئے۔کچھ عرصہ بعد مکرم شبیر احمد صاحب طاہر خادم سلسلہ کو بھی گوآ بھجوایا گیا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساحل سمندر پر آباد بڑی بڑی بڑے چوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔

جب جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی تیاری کا کام شروع کیا گیا اور نو مبائعین کو تیار کیا جا رہا تھا تو مخالفین نے بہت مخالفت کی۔بعض عورتوں نے دس دس کیلو میٹر دور،ابوالہب کی بیوی کا کردار ادا کرتے ہوئے گھر گھر جا کر لوگوں*

*کو جلسہ پر جانے سے منع کیا۔پھر بھی اللہ کے فضل سے بارہ افراد یہاں سے جلسہ میں شامل ہوئے۔ قادیان سے واپسی پر رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو گیا۔دو جگہ نماز تراویح اور با جماعت نماز کا انتظام تھا۔اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔آمین۔(مظہر احمد وسیم سرکل انچارج گوآ)

کیا کہتے ہیں پاکستانی اخبار

احمدیوں کی طرف سے نہایت منظّم اور مالدار ہونے کے باوجود کبھی کوئی پرتشدد ردعمل ظاہر نہیں ہوا

﴿پاکستانی کالم نگار فضل محمود کا روزنامہ دن لاہور کیلئے حقیقت پسندانہ جائزہ﴾

پچھلے دنوں سیالکوٹ نارووال کے قریب بدوملہی روڈ پر تھانہ قلعہ کالروالا سے چند فرلانگ کے فاصلے پر موضع گھٹیالیاں میں بھی درندگی کا ایک ایسا ہی واقعہ ہوا۔ جہاں ایک سفید کار میں آنے والے چار نامعلوم افراد نے علی الصبح ایک عبادت گاہ سے باہر آتے افراد کو پہلے اسلحہ کے زور پر واپس اندر جانے پر مجبور کیا۔ پھر انہیں فرش پر اوندھا لیٹ جانے کو کہا اور پھر ان پر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ اس فائرنگ کے نتیجے میں ابتدائی خبروں کے مطابق 5 افراد ہلاک ہوئے اور 6 زخمی ہوئے جن میں بوڑھے اور بچے بھی شامل تھے اس واقعہ پر بعض قومی اخبارات اور تقریباً ہر مذہبی تنظیم نے افسوس کا اظہار کیا ہے اور واقعہ کی مذمت کی ہے جو کہ اس پہلو سے خوش آئند ہے کہ اس مخصوص مذہبی گروہ کے حوالے سے دیگر مذہبی عناصر کا ایک کا یہ نسبتاً ایک تبدیل شدہ رویہ ہے جب کہ چند برس قبل تک زیادہ تر مذہبی عناصر اس مخصوص جماعت کے خلاف ایسے واقعات پر بالعموم خاموشی یا انتہاپسندی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ لیکن کسی ایک جماعت یا باہم تمام متحارب گروہوں کے درمیان ایسے واقعات پر محض مذمت اکیسویں صدی کے پاکستان کا تقاضا نہیں۔ پاکستان کے تمام مذہبی گروہ احمدی کہلانے والے اس گروہ کی مخالفت میں چونکہ بالعموم متفق رہے ہیں۔ اس لئے ان کے رویے میں اسی جماعت کے حوالے سے واقع ہونے والی یہ تبدیلی ممکن ہے آگے چل کر باہم اعتماد کے راستوں کا بھی تعین کرلے۔ کیونکہ قیام پاکستان کے بعد سے بالخصوص احمدیت کی مخالفت میں جس طرح مختلف تحاریک کو ہوا دی گئی اس سے بھی یہ شبہ تقویت پاتا رہا کہ اس مخالفانہ تحریک یا اس کے پرتشدد انداز کا مقصد محض اسلام اور پاکستان کو نقصان پہنچانا ہی ہے۔ حیرت کا پہلو یہ ہے کہ 1953، 1974 اور 1984 کے دوران ہر بار اس جماعت کے خلاف انتہائی پرتشدد واقعات ہوئے مگر ان کی تنظیم کی طرف سے نہایت منظم اور مالدار ہونے کے باوجود کبھی کوئی پرتشدد ردعمل ظاہر نہ ہوا۔ یعنی قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر متذکرہ جماعت نے خود کو مظلوم اور پرامن جماعت متصور کرالیا۔ 1974ء سے یہ جماعت اب قومی سطح پر ایک غیر مسلم اقلیت متصور ہوتی ہے۔ جبکہ 1984ء سے انہیں بعض اسلامی شعائر کے استعمال سے بھی روک دیا گیا ہے۔ مذاہب یا فرقوں کے درمیان فروعی اختلافات پر بحث تو ان گروہوں میں موجود صاحب علم افراد کی ذمہ داری ہوتی ہے مگر شعور کے ارتقاء اور اطلاعات کی فراہمی کے فروغ کے باعث بعض فہم و بصیرت میں دلچسپی رکھنے والوں کو مذہب اور فرقہ وارانہ تضادات پر تعجب ہی نہیں اشتعال بھی آتا ہے۔ وطن پرست اس تعصب کے باعث ملک پر مسلط پسماندگی اور جہالت پر سر پیٹتا ہے کہ امن و آشتی اور دوسروں کیلئے پناہ اور سلامتی کا تصور لانے والا مذہب باہم خونی درندگی کا باعث بنا ہوا ہے۔ مذہب کے حوالے سے آج جس قدر دروغ گوئی سے افراد اپنی معیشت چلا رہے ہیں کسی اور شعبے میں اسکا تصور بھی ممکن نہیں۔ سابق صدر لغاری نے خود کو سچا ثابت کرنے کیلئے پچھلے دنوں یہ پیغمبرانہ دعویٰ کر دیا کہ انہوں نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اس دعوے کیلئے انہوں نے باقاعدہ خدا کی قسم کھائی۔ ہم جیسا گناہ گار، خدا تو ایک طرف، کسی بھی طرح قسم اٹھانے سے لرزاٹھتا ہے مگر مذہب فروشوں کیلئے شاید یہ کوئی معمول کی بات ہے حالانکہ قوم کی ایک بڑی اکثریت کا ادراک ہے کہ سابق صدر نہ صرف اس دعوے میں دروغ گوئی سے کام لے رہے ہیں بلکہ وہ پچھلے کئی برس سے بعض حوالوں سے مسلسل دروغ گوئی کرتے چلے جارہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ اس مذہب کو معیشت کے طور پر استعمال کرنے والے اسکا احساس کھو بیٹھے ہیں۔ یہی کچھ احمدیہ مخالفت میں بھی جھلکتا نظر آتا ہے۔ مثلاً برسوں پہلے لاہور کے مشہور اخبار نویس آغا شورش کاشمیری کے ہفت روزہ چٹان میں شائع شدہ ایک تصویر میں دکھایا اور ثابت کیا گیا تھا کہ احمدی کلمہ میں تحریف ہے اور وہ محمدؐ کی بجائے کلمہ میں احمد کا استعمال کرتے ہیں۔ بالعموم نابالغ ذہنوں کی طرح اس تجسس کو ذہن میں رکھ کر ہم نے بیسیوں احمدی احباب کے علم میں لائے بغیر ان سے کلمہ اذان، نماز، نماز کے اوقات، قرآن حدیث اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارہ میں گفتگو کی اور اس میں ایک عام احمدی کی سطح پر کوئی تضاد نہ پایا۔ تضاد تو تھا اس امر کہ ان میں سے بعض کے نزدیک مرزا غلام احمد مسیح ابن مریم یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے یا چودھویں صدی میں ان کے دوبارہ زمین پر لوٹ آنے کے فلسفے کے خلاف تھے۔ مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کے نزدیک مرزا غلام احمد کے خیال میں زندہ اٹھائے جانے کی سعادت اگر اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو عطا کرنی ہوتی تو وہ اسکا مستحق صرف اپنے محبوب ترین پیغمبر پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کو قرار دیتا۔ مگر کل نفس ذائقة الموت چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان تھا لہٰذا یہ بھی ممکن نہ رہا۔ دیکھا جائے تو یہ حضرت محمد ﷺ سے زیادہ عقیدت کا اظہار ہے لیکن انیسویں صدی میں بھی 20 ویں صدی کی طرح درآمدہ تصورات کا غلبہ زیادہ تھا لہٰذا بیشتر علماء اس موقف پر مصر رہے کہ عیسیٰ کا نزول چودھویں صدی ہجری میں ہو کر رہے گا حالانکہ یہ 1830ء کے لگ بھگ امریکہ میں جنم لینے والی جماعت Millenarian Movement کا تصور تھا جو پروٹسٹنٹ عیسائی تھے اور خود کو ''ایونجلسٹ پروٹسٹنٹ'' کہتے تھے۔

صدی سے زائد عرصے سے جاری اس تنازعے سے دونوں طبقات کے مخصوص افراد تو شائد اب بھی مفادات کا مزہ لوٹ رہے ہیں اور شاید اسی لئے واقعاتی حقائق کو بھی ابہام دور کرنے کیلئے فریقین کی طرف سے کبھی بے نقاب نہیں کیا گیا مگر اجارہ داری کے اس کھیل میں اسلام کے نام پر آج تک جتنے معصوموں کو اذیت پہنچی ہے یہ تمام قیادتیں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کیلئے ضرور جوابدہ ہونگی جبکہ زمین پر اطلاعات کے فروغ کی سہولت کے بعد انسانوں پر بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنی قیادتوں کی اصلاح کریں اور مثبت انسانی رویوں کو اپنانے کیلئے ان پر دباؤ ڈالیں۔

امیر جماعت اہل سنت پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی کے نزدیک جہاد کشمیر اور جہاد افغانستان کی آڑ میں بعض مذہبی جماعتوں نے پاکستان کو اسلحہ کا ڈھیر بنا دیا ہے اور حکومت کو ان کی بیخ کنی کرنی چاہئے۔ جیش محمد کے سربراہ مسعود اظہر کے نزدیک مقلد اماموں کو ماننے والے جہاد کی قیادت کیلئے پیدا ہوئے ہیں۔ لہٰذا اس ضمن میں باقی تمام قوتیں غیر شرعی ہیں۔ لہٰذا ان کے نزدیک عوام کو ان باقیوں سے ترک تعاون کر لینا چاہئے۔ یہ نہیں ہماری دینی جماعتوں کے درمیان اور بھی بہت سے فروعی اختلافات موجود ہیں لیکن وطن دوست قوتوں کی خواہش ہے کہ تمام ان جماعتوں کے درمیان کم از کم جلد ہم آہنگی پیدا کروادی جائے جن کے درمیان اللہ تعالیٰ اور پیغمبر کے ساتھ ساتھ حدیث اور قرآن میں کوئی تحریف و ترمیم موجود نہیں۔ وفاقی وزیر مذہبی امور محمود احمد غازی اس ضمن میں شاید نسبتاً زیادہ صاحب علم و بصیرت اور وسیع القلب ہیں جنہوں نے جماعت مجاہدین کے زیر اہتمام لاہور میں منعقدہ کانفرنس میں برملا کہا تھا کہ وہ دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ جن عناصر نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا انہوں نے قادیانیت پر کبھی کوئی کتاب کھول کر بھی نہیں دیکھی ہوگی۔ لہٰذا ملک کے وطن دوست امن پسند ان کی قیادت میں کسی نئے رجحان کے منتظر ہیں کہ وہ مذہبی اور فرقہ وارانہ تعصب کے خاتمے کیلئے اب مذہبی تحقیقدانوں سے استفادہ لے کر اس آگ، خون کی روایت کو انجام دیں تاکہ ہم آئندہ صدی میں کسی تمسخر و نفرت کا نشانہ بننے سے محفوظ رہیں۔

(روزنامہ دن لاہور 13 نومبر 2000ء)

سوچنے کا مقام

اس وقت کرہ ارض پر مسلمانوں کی تعداد تقریباً ایک عرب ہے۔ ان میں سے تقریباً 60 کروڑ ان پڑھ اور بالکل ناخواندہ ہیں۔ بیشتر قرآن کریم ناظرہ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ یہ علمائے کرام کے سوچنے کا مقام ہے۔

(ہفتہ وار سائنس میگزین 16 جون 1989ء صفحہ 8)

ہمہ گیر تحریک کی ضرورت

جناب طاہر القادری اپنے ایک انٹرویو میں بیان کرتے ہیں:

''جب تک امت مسلمہ کی تاریخ میں جزوی بگاڑ ہوتے تھے اس وقت تو جزوی نوعیت کے کام ان بگاڑوں کا ازالہ کر سکتے تھے۔ اسلام کی ابتدائی بارہ صدیوں میں ایسا بہت کم ہوا ہے کہ اسلامی معاشرہ کے تمام گوشے بیک وقت اس بگاڑ کی زد میں آگئے ہوں۔ جو طبقہ بگاڑ کی زد میں آجاتا تھا اس کے خلاف اصلاح احوال کی لہر ابھرتی تھی اور اس طرح مجموعی طور پر اسلامی معاشرہ صحیح خطوط پر چلتا رہا...... مگر گذشتہ اڑھائی صدی سے مسلمانوں کا بگاڑ جزوی نہیں رہا۔ سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی اقدار میں جو زوال آیا ہے اس نے اخلاقی، روحانی، مذہبی، فکری، تعلیمی اور ہر طرح کی اقدار کو ملیامیٹ کر دیا۔ اب دو صدیوں سے پیدا ہونے والا بگاڑ جزوی نہیں رہا بلکہ کلی بگاڑ ہے ایسے بگاڑ کا ازالہ کلی اور ہمہ گیر انقلابی تحریک سے ہی ممکن ہے۔''

(قومی ڈائجسٹ لاہور نومبر 1986ء ص 30)

پاکستان میں احمدیوں پر اکثریتی طبقہ کے ظلم و ستم کی انتہا

نئی دہلی 8 مارچ (یو این آئی) جماعت احمدیہ نے الزام لگایا ہے کہ پاکستان میں اکثریتی طبقہ ان پر ظلم و ستم کر رہا ہے اور ملک میں بدستور ان کیساتھ ناانصافیاں کی جارہی ہیں جماعت احمدیہ نے جن کو سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے 1947 میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اپنی سالانہ رپورٹ جاری کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم توڑے جارہے ہیں ان کے ساتھ بدسلوکی کی جارہی ہے اور ملازمتوں و تعلیم کے شعبوں میں امتیاز برتا جارہا ہے اس کی رپورٹ بی بی سی نے دی۔ باوجود اس کے کہ اکثریتی طبقہ کی کوشش ہے کہ احمدی بچوں کو اسکولوں سے دور رکھا جائے احمدیہ جماعت میں شرح خواندگی سب سے زیادہ ہے۔ 1984 میں جب سابق فوجی حکمران جنرل ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس جاری کر کے احمدیوں کو تمام مذہبی حقوق سے محروم کر دیا تب سے جماعت سماجی نابرابری مذہبی عقیدے کا اعلان کرنے کی ممانعت، کلمہ طیبہ کا اعلان اپنی مسجدوں کو مسجد کہنے جیسی پابندیوں سے جوجھ رہی ہے کئی سڑکوں پر بورڈ لگائے ہیں جن پر لکھا ہے کہ احمدیوں سے دوستی اسلام کے خلاف جرم ہے۔ سیکڑوں احمدی توہین رسالت کے جھوٹے کیسوں میں ملوث کردیئے گئے ہیں جس کی سزا حکومت نے سزائے موت تجویز کر رکھی ہے۔

ملینئم منصوبہ کے تحت

صوبہ کیرلہ کی ۱۰ فیصد آبادی تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام

رپورٹ: مکرم محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق جملہ جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ کو اس صوبہ کی آبادی کے دسویں حصہ تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ اس کے لئے شروع سال سے ہی محترم صوبائی امیر صاحب جناب اے پی کنجا مو صاحب کی زیر نگرانی ایک تفصیلی منصوبہ بنایا گیا۔ اس کے مطابق کیرلہ کی پینتالیس جماعتوں کو پانچ حلقوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر حلقہ کا ایک صدر اور ایک سیکرٹری مقرر کیا گیا اور اس حلقہ کے مبلغین و معلمین کو نگران مقرر کیا گیا۔

سب سے پہلے ہر حلقہ کی مسلم، عیسائی اور ہندو آبادی کے گھروں کا تجزیہ کیا گیا۔ ان پانچ حلقوں میں کل چھ لاکھ پچاس ہزار گھروں میں تقسیم لٹریچرز کا منصوبہ بنایا گیا۔ ہر گھرانے میں پانچ افراد کو شمار کیا جائے تو کل بتیس لاکھ پچاس ہزار لوگ بنتے ہیں۔ کیرلہ کی کل آبادی میں سے بیرون ممالک میں رہنے والوں کو چھوڑ کر باقی تین کروڑ پچیس لاکھ کی آبادی کیرلہ میں ہے۔ اس آبادی کا دسواں حصہ یعنی بتیس لاکھ پچاس ہزار افراد تک احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کا منصوبہ بنایا گیا۔

اس منصوبہ کو بروئے کار لانے کے لئے ہر تین ماہ میں ایک دفعہ ہر حلقہ کے ہیڈ کوارٹر میں محترم صوبائی امیر صاحب مکرم صوبائی سیکرٹری اصلاح و ارشاد مکرم سیکرٹری دعوت الی اللہ اور خاکسار پر مشتمل وفد جاتا رہا۔ اس وقت تک ہوئے کاموں کا جائزہ لیا جاتا رہا اور مناسب ہدایت دی جاتی رہی۔ محترم چوہدری محمد عارف صاحب نگران دعوت الی اللہ کیرلہ مورخہ ۱۴ جولائی ۰۱ء کو یہاں تشریف لائے ان کی آمد پر پانچوں حلقوں کا اجلاس ہوا جس میں ہر حلقہ میں جتنی جماعتیں ہیں ان کے صدر صاحبان سیکرٹری صاحبان اصلاح و ارشاد و دعوت الی اللہ مبلغین اور معلمین اور خاکسار نے شرکت کی۔

لٹریچرز کی تیاری

کیرلہ کے طول و عرض میں تقسیم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل لیٹریچرز لاکھوں کی تعداد میں تیار کئے گئے اسلام کی نشأۃ ثانیہ۔ موعود اقوام عالم۔ یسوع مسیح کشمیر میں۔ کلکی اوتار۔

کیرلہ کے پانچوں حلقوں میں کل ستاون لاکھ اکسٹھ ہزار گھرانوں میں سے پانچ لاکھ چھیاسی ہزار چھ سو چھپن گھروں میں جا کر خدام و انصار نے ایک منصوبہ بند پروگرام کے تحت مذکورہ بالا لیٹریچرز تقسیم کئے۔ گویا کہ کیرلہ کے کل گھروں میں سے تقریباً دس فی صد گھروں تک پیغام حق پہنچایا گیا۔

علاوہ ازیں اسلامی اصول کی فلاسفی۔ مذہب کے نام پر خون کتابوں کا مالایالم ترجمہ شائع کیا گیا۔ اس کے علاوہ رسالہ ستیہ دوتن کا نہایت پر از معلومات اور ٹھوس مضامین پر مشتمل دیدہ زیب ملینیم خاص نمبر شائع کر کے وسیع پیمانے پر تقسیم کیا گیا۔

جلسۂ عام

خدا کے فضل سے ایک منصوبہ بند پروگرام کے تحت صوبہ کے تمام اہم مقامات میں جہاں ہماری جماعت قائم ہے وسیع پیمانے پر پبلک جلسے منعقد کر کے ہزارہا افراد کو جماعت احمدیہ کے عقائد اور تعارف سے آگاہ کیا گیا اور حق و صداقت کا پیغام پہنچایا گیا۔

بک سٹال

جہاں جہاں ہمارا جلسہ ہوا وہاں بک سٹال لگایا گیا۔ حاضرین میں لٹریچرز تقسیم کئے گئے۔ علاوہ ازیں کالیکٹ۔ کینانور۔ کمبلہ کاڈ۔ کوٹائم۔ ایرنا کولم میں منعقدہ بک فیئر میں وسیع بک سٹال لگا کر کتب و لیٹریچرز فروخت و تقسیم کئے گئے

اخبارات

کیرلہ سے کثیر تعداد میں شائع ہونے والے اخبارات جیسے مالایالہ۔ منورما۔ ماترو بھومی۔ مادھیم منگلم اور جنم بھومی میں جماعت احمدیہ کے بارہ میں خبریں اور رپورٹیں شائع ہوتی رہیں۔

اس طرح بفضلہ تعالیٰ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء مبارک کے مطابق ۱۰ فی صد آبادی تک پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی۔ اس سلسلہ میں تعاون دینے والی تمام جماعتوں اور ان کے عہدیداروں اور مبلغین و معلمین کا خاکسار تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء ☆☆

جماعت احمدیہ سورب (کرناٹک) کے زیر انتظام

جلسہ پیشوایان مذاہب اور جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا کامیاب انعقاد

مکرم مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ بنگلور

جلسہ پیشوایان مذاہب

مورخہ ۰۲-۱-۱۳ بروز اتوار جماعت احمدیہ سورب (کرناٹک) کے زیر انتظام ایک روزہ جلسہ پیشوایان مذاہب اور جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد عمل میں آیا۔ مکرم محمد صبغۃ اللہ صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کی زیر صدارت ٹھیک ساڑھے دس بجے خاکسار کی تلاوت قرآن مجید سے جلسہ پیشوایان مذاہب کا آغاز ہوا۔ نظم مکرم ایم آئی محمود احمد صاحب نے پڑھی۔ اجلاس کی پہلی تقریر مکرم محمد یوسف صاحب ایڈیٹر "یوگورشمی" بنگلور نے کی۔ دوسری تقریر مکرم عبد الرؤف صاحب سرکل انچارج گولگرہ نے کی۔ اس کے بعد ہندو اور عیسائی مذہب سے شرکت کرنے والے افراد نے تقاریر کیں۔ جن کے اسماء یہ ہیں۔ سوامی ماگا چا سنکمیشور جن کا تعلق سورب سے ہے۔ مانی پرامہانتا سوامی، یہ ہندو دھرم کے اچھے اسکالر ہیں۔ فادر فلکس جوزف انہوں نے عیسائی مذہب کی نمائندگی میں تقریر کی۔ سوامی سابرا مہانتا دیش کیندرہ سوامی۔ اور سوامی شانداندو کمار سوامی مندرجہ بالا تمام اشخاص جو ہندو اور عیسائی مذہب کی نمائندگی کر رہے تھے جماعت احمدیہ کی اس کوشش کی تعریف کی کہ ایسے جلسے وقتاً فوقتاً ہوتے رہنے چاہئیں جس سے بھائی چارہ اور اتحاد اور اتفاق کو تقویت ملتی ہے۔ اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ کی ہوئی۔ آپ نے قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں امن بھائی چارہ اور انسانی ہمدردی کے بارہ میں مفصل روشنی ڈالی اور بتایا کہ اسلام ہر مذہب کے ماننے والوں سے حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے اور ہر مذہب کے راہنماؤں اور مذہبی پیشواؤں کی عزت و احترام کرنا ضروری قرار دیتا ہے۔ یہ اجلاس دو بجے دوپہر اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ سیرۃ النبی ﷺ

جلسہ پیشوایان مذاہب کے بعد چار بجے جلسہ سیرۃ النبی ﷺ شروع ہوا۔ اس کی صدارت مکرم ایم نور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سورب نے کی۔ مکرم اقبال احمد صاحب نو احمدی نے تلاوت قرآن کریم کی اور نظم مکرم شفیع احمد صاحب غوری معلم وقف جدید نے پڑھی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داعی الی اللہ" خاکسار نے کی اور آنحضرت ﷺ کے دعوت الی اللہ کے ۲۳ سال کے واقعات پر جس حد تک ہو سکا اختصار سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی۔ اجلاس کی دوسری تقریر مکرم سید شکر اللہ صاحب مبلغ سلسلہ شموگہ نے بعنوان "شان رسول عربی" کی۔ تیسری تقریر مکرم مولوی حفیظ احمد الہ دین صاحب سرکل انچارج دیودرگ نے کی محترم مولوی صاحب موصوف نے آنحضرت ﷺ کے دشمنوں سے حسن سلوک کے بارہ میں روشنی ڈالی۔ دوران تقریر مکرم ایس. ناصر احمد صاحب معلم وقف جدید نے نعتیہ کلام پڑھا۔ اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولانا محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرلہ کی ہوئی۔ آپ نے جماعت احمدیہ پر لگائے جانے والے اعتراضات کا تفصیل سے جواب دیا۔ آخر پر صدر اجلاس نے خطاب فرمایا اور شرکاء جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔

اس عظیم الشان جلسہ کو دیکھکر سورب میں مقیم جماعت اسلامی کے گروہ نے جماعت کے خلاف ایک پمفلٹ شائع کر کے نومبائعین میں تقسیم کرنے کی کوشش کی اور انہیں اپنے گھروں میں بلا کر جماعت کے خلاف ورغلانا چاہا پتہ چلنے پر فوری کاروائی کی گئی۔

قیام و طعام کا انتظام جماعت احمدیہ سورب نے کیا جس میں شموگہ کے خدام بھی شامل ہوئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کے بہت بڑھکر نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

اسیران راہ مولیٰ کے لئے درخواست دعا

احباب جماعت سے جملہ اسیران راہ مولیٰ کے لئے جو پاکستان کے مختلف جیلوں میں اللہ اور اس کے رسول کے نام کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں جلد رہائی کے لئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔

درخواست دعا

خاکسارہ کا عدالت میں ایک کیس چل رہا ہے۔ اسمیں کامیابی نیز بچوں کی صحت و تندرستی دینی و دنیوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 50 روپے

(زینب بیگم اہلیہ میر احمد اشرف مرحوم جڑ چلہ)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ:۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ

حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443

صفائی نِصف ایمان ہے

اللہ تعالیٰ پاک ہے ہر عیب سے ہر قسم کی کمزوری سے اور ہر طرح کے نقص سے باقی تمام قسم کی مخلوقات میں نقص ہے جو بعض دفعہ نظر آتا ہے اور بعض دفعہ علم نہیں ہوتا انسان اشرف المخلوقات ہے مگر کوئی انسان بھی کامل نہیں ہے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کے پیارے ہوتے ہیں اور وہی اس کے دوست ہیں ان تمام محبوب انسانوں میں سب سے زیادہ کامل ہر لحاظ سے نمونہ حضرت نبی پاک ﷺ ہیں جو مجسم طاہر ہیں آپ نے صفائی کے بارہ میں تمام انسانوں کو تا قیامت نمونہ دیا ہدایات دیں بلکہ فرمایا۔

صفائی نصف ایمان ہے

جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے ان میں سے ایک گروہ وہ ہے جو ظاہری اور باطنی صفائی رکھتے ہیں۔

صفائی کی بڑی بڑی اقسام درج ذیل ہیں۔

۱۔جسم کی صفائی ۲۔روح کی صفائی ۳۔گھر کی صفائی ۴۔محلہ جات کی صفائی ۔ ملک کی صفائی ۵۔عبادت گاہوں کی صفائی ۔۶۔ ماحول کی صفائی۔ جسم کی صفائی میں لباس، خوراک، اور جسم کی صفائی شامل ہے مثلاً کپڑے گندے نہ ہوں چہرہ صاف ہو۔ ناخن بڑھے ہوئے نہ ہوں۔ بال کٹے ہوں۔ جسمانی صفائی کیلئے دنیا میں بے شمار چیزیں موجود ہیں جن میں مختلف اقسام کے شیمپو۔ صابن ہیں بعض دفعہ معدہ کی خرابی کی وجہ سے منہ سے بو آتی ہے جو مجالس کے ماحول کو تکلیف دیتی ہے اسی لئے ہادی برحق ﷺ نے فرمایا۔

مساجد میں پیاز کھا کر نہ جاؤ

دانتوں کی صفائی کا صحت سے خاص تعلق ہے۔

روح کی پاکیزگی ان لوگوں کو ملتی ہے جن کا ظاہر صاف ہو۔ خیالات پاک ہوں اور جسم کی صفائی کا اثر روح پر ہوتا ہے۔ اسلئے تمام اولیاء اللہ نے جسم ۔لباس۔ خوراک کی پاکیزگی کا درس دیا ہے جو انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

مثل مشہور ہے کہ کسی کا غسلخانہ یا باورچی خانہ دیکھیں تو علم ہوتا ہے کہ اہل خانہ کس قدر صفائی پسند ہیں کیونکہ دونوں مقام پر گندگی کا احتمال زیادہ ہوتا ہے۔

اگر گھر صاف ستھرے ہوں تو محلہ جات خود صاف ہوتے ہیں کیونکہ جسکی فطرت صفائی پسند ہے وہ اپنے گھر کے بیرونی حصہ کو بھی صاف رکھے گا تاکہ آنے جانے والوں کو معلوم ہو کہ یہ اہل خانہ کس قدر صفائی کا خیال رکھتے ہیں۔

جب محلے اور گلیاں صاف ہوں جس کے لئے حکومتیں خاص صفائی کا ہر روز اہتمام کرتی ہیں تو ملک خود بخود صاف نظر آتے ہیں۔ دین کے احکامات پر اہل یورپ نے خاص عمل کیا ہے جس کی وجہ سے مغربی ممالک بہت صاف ہوتے ہیں اور گندگی نظر نہیں آتی ۔۱۹۸۲ میں مجھے سپین جانے کا موقعہ ملا۔ قرطبہ میں ایک دوکان سے مونگ پھلی خریدی ساتھ اس نے ایک خالی شاپر دیا ہم نے پوچھا یہ کس لئے اُس نے بتایا مونگ پھلی کا چھلکا ڈالنے کے لئے تاکہ سڑک پر گندگی نہ پڑے کتنی پیاری بات ہے جس سے خود بخود ہی صفائی کا عمل ہو جاتا ہے اور گند ڈالنے کیلئے جگہ جگہ پر ڈسٹ بن موجود ہوتے ہیں جس میں کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا ہے۔

اگر ہر انسان ہادی اعظم ﷺ کی ہدایت پر عمل کرتا تو آج ماحولیات کو آلودگی کا سامنا نہ ہوتا اور دنیا کے بے شمار ممالک اس پر خرچ ہونے والی رقم کو بچا کر دیگر ترقیاتی کاموں میں لگا سکتے تھے۔

جہاں تک عبادت گاہوں کی صفائی کا تعلق ہے ہر مذہب والے اس کی صفائی کا خاص اہتمام کرتے ہیں اور اس کا اعلیٰ نمونہ حج کے موقعہ پر دیکھا جا سکتا ہے اور ہر ایک عبادت گاہ کو جب وہ عبادت کیلئے استعمال ہوتی ہے خصوصاً صاف کیا جاتا ہے۔

نماز فرض عبادت ہے اس کیلئے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو سب سے پہلے عرض کرتا ہے اے اللہ تو پاک ہے اور پھر رکوع سجدہ میں بھی اس کا اقرار کرتا ہے۔

ہر انسان جب اس دنیا میں آتا ہے تو اس کو نہلایا جاتا ہے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

کہ جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے وہ فطرتاً پاک اور نیک ہوتا ہے بعد میں اس کے والدین اس کو جو چاہے بنا دیں۔

اسطرح سے ہر انسان کا جب آخری وقت آتا ہے اور وہ اس دنیا سے کوچ کرتا ہے تو اس وقت بھی اس کو نہلایا جاتا ہے اور کفن پہنایا جاتا ہے۔ جس سے مراد صفائی ہے جس میں جسمانی صفائی اور لباس کا صاف ہونا ہے بلکہ جراثیم کو ختم کرنے کیلئے نیم کے پتے۔ بیر کے پتے یا پھر ڈیٹول کا استعمال کیا جاتا ہے صابن بھی جسم کے لئے استعمال ہوتا ہے وضو جب انسان کرتا ہے تو بہت سے جسمانی اعضاء کو صاف کرتا ہے جس میں ناک ۔ آنکھ ۔ کان ۔ منہ ۔ چہرہ ۔ ہاتھ ۔ پاؤں شامل ہیں۔

بعض دفعہ انسان صفائی کرتا ہے مثلاً درختوں کو تراشا پودوں کو صاف کرنا اور پھولوں کی کیاری کی گوڈی کرنے سے مراد اس کی صفائی ہوتی ہے تاکہ بہترین نشو ونما ہو سکے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کی بارش رحمت کی شکل میں ہوتی ہے تو ہر درخت گند سے صاف ہو جاتا ہے اور ہر ٹہنی اور ہر پتہ اس کی گواہی دیتا ہے۔

پس جو کوئی چاہتا ہے کہ اس کی روح ۔ جسم ۔ گھر ۔ محلہ ۔ گھر ۔ ملک عبادت گاہ صاف ہو تو اس کو رحمت للعالمین ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا چاہیے سیرت رسول کا مطالعہ کرنا چاہیے کیونکہ وہی ذات اقدس ہے جو تمام جہانوں کے لئے تا قیامت نمونہ ہیں جس نے زندگی میں کامیابی کے سنہرے اصول بتائے جس پر عمل کر کے دین و دنیا کی فلاح ملتی ہے۔ اللہ کرے ہم اس کے محب بن جائیں اور مقرب ہو جائیں اور وہ ذات باری ہم کو پاک اور صاف اور نیک بنا دے۔

....افغانستان....

جغرافیائی حالت

افغانستان سمندری ساحلوں سے دور چاروں طرف خشکی سے گھرا ہوا ہے۔ اس کے شمال میں تاجکستان ،ازبکستان اور ترکمینا جمہوریہ واقع ہیں۔ مغرب میں اس کی سرحد اسلامی جمہوریہ ایران اور مشرق وجنوب مشرق میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان سے ملتی ہیں۔

افغانستان کا رقبہ

اس کا رقبہ 64,7,497 مربع کلومیٹر ہے اور 1985ء کے بین الاقوامی ادارہ صحت کے تخمینہ کے مطابق اس کی آبادی 1.67 کروڑ ہے۔

ارضی ساخت اور خدوخال

ارضی ساخت اور خدو خال کے اعتبار سے افغانستان ایک پہاڑی ملک ہے۔ دریاؤں کی وادیوں اور دریائی چبوتروں RIVER TERRACES کو چھوڑ کر پورا ملک پہاڑی ہے جن کی اونچے اونچے ڈھلانوں نے رنگا رنگ TOPOGRAPHY اور ارضی خدو خال کو جنم دیا ہے۔ ملک کے شمالی حصے میں شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف ہندوکش کا پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے جس کی بلند چوٹیاں گرمی کے موسم میں بھی برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔

قدرتی نباتات

افغانستان کے بیشتر پہاڑ عریاں ہیں شمال مشرق ہندوکش پہاڑ کی ایک ہزار سے دو ہزار میٹر کی اونچائی پر چیڑ اور دیودار کے جنگل پائے جاتے ہیں۔ جبکہ جنوب مغربی صحرائی علاقوں میں کانٹے دار جھاڑیاں اور ناگ پھنی وغیرہ پائی جاتی ہے۔ نخلستانوں میں کھجور کے باغیچے اور جنگلی تاڑ کے درخت دیکھے جا سکتے ہیں۔

تقریباً پوری آبادی اسلام کی ماننے والی ہے۔ جن میں سے نوے فیصد سنی اور باقی دس فیصد شیعہ ہیں۔ شرح خواندگی دس فیصد ہے۔ ایک ہزار مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تعداد صرف 895 ہے۔ پشتو، فارسی اور دری ملک کی خاص زبانیں ہیں۔ شہروں میں انگریزی بھی سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

زراعت

زراعت اور زمین کے استعمال کے متعلق معتبر اعداد و شمار کی کمی ہے۔ ملک کا تقریباً 12 فیصد حصہ قابل کاشت ہے اور محض 6 فیصدی پر فصلیں بوئی جاتی ہیں۔ گیہوں، جو، کپاس، چارہ یہاں کی خاص فصلیں ہیں۔ پھلوں کے باغیچے خصوصاً سیب، انگور، اخروٹ، بادام، پستہ، خوبانی، آڑو، لوکاٹ، موسمی، اور سنگترے کے باغات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ زراعت کے بعد مویشیوں کو پالنا دوسرا بڑا دھندا ہے۔ مویشیوں سے اون، گوشت، قراقل، دودھ اور دودھ کی اشیاء حاصل کی جاتی ہیں۔

افغانستان میں قدرتی گیس، پٹرولیم، کوئلہ، تانبہ، سیل کھڑی، بیرائٹ، گندھک، سیسہ، جست، لوہا، نمک اور قیمتی پتھر کے ذخائر ہیں۔ کابل کے شمال میں واقع KARKAR عتیق پشتہ کے مقام پر کوئلہ نکالا جاتا ہے۔ اور شمالی میدانی علاقوں میں پٹرولیم ملا ہے۔ تاہم یہاں کی صنعتوں کا دارومدار بجلی اور ڈیزل پر ہے۔

معیشت اور سامان کی نقل وحمل

پہاڑی خدو خال کے سبب افغانستان میں ریلیں تعمیر نہیں کی جا سکیں ہیں۔ یہاں کی معیشت اور سامان کے نقل وحمل کا دارومدار سڑکوں پر ہے۔ سب ہی بڑے شہر ایک دوسرے سے پختہ سڑکوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ حال میں سوویت روس کی مدد سے سلاگ درہ SLAG PASS ایک بڑی سرنگ بنائی گئی ہے جو شمالی افغانستان کو جنوبی افغانستان سے منسلک کرتی ہے۔ افغانستان اور تاجکستان کی سرحد پر بہنے والے آمو دریا میں جہاز رانی بھی کی جاتی ہے اور تجارتی سامان کی نقل وحمل ہوتی ہے۔

افغانستان سے کھالیں، چمڑے کا سامان، سوتی و اونی کپڑا، قالین، فرنیچر، تانبے کا سامان، پھل، میوے، وغیرہ برآمد کئے جاتے ہیں۔ درآمد کی جانے والی چیزوں میں پٹرولیم اور پٹرولیم سے بنی اشیاء، بجلی کا سامان، ادویات، طبی آلات، موٹر گاڑیاں، کیمیاوی کھاد، چائے، قہوہ وغیرہ خاص ہیں۔ بیشتر درآمدات جاپان، جرمنی، برطانیہ، ریاست متحدہ امریکہ، چیکوسلواکیہ، اٹلی، روس، چین، اور بھارت سے آتی ہیں۔

کابل افغانستان کا دار الخلافہ ہے جو دریائے کابل کے کنارے آباد ہے اس شہر کی آبادی تقریباً 12 لاکھ ہے۔ قندھار، ہرات، مزار شریف، قندوز، چھریکار اہم شہر اور تاریخی مقامات ہیں۔

ایک تبصرہ اور درخواست دعا

خاکسار پیارے قادیان دارالامان کا ایک سابق طالب علم ہے۔ ۴۸ء سے پاکستان میں ہوں تین ماہ سے الیگزینڈریا ورجینیا میں اپنے بیٹے کے پاس آیا ہوا ہوں ایک اتفاق حسنہ سے دو دن سے شکاگو میں ہوں آج حیدر آباد کے ایک مخلص احمدی میر افضل احمد صاحب کے یہاں قادیان دارالامان کا پیارا ہفت روزہ "بدر" ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۱ء ملاحظہ میں آیا۔ بدر پر جب میری نظر پڑی تو جیسے چودھویں کا روشن چاند دیکھ لیا اتنا خوش ہوا کہ اس سارے سفر میں بے شمار خوش کن منظر دیکھے عجوبات دیکھے مگر اتنی خوشی کسی بھی موقع پر نہ ہوئی جتنی ہفت روزہ بدر کو دیکھکر آج مجھے ہوئی ہے۔ پھر جرمنی کے جلسہ سالانہ ۲۰۰۱ء کی کاروائی، نزول مسیح کے وقت جہاد کی ممانعت جلسہ سالانہ کی خوش کن خبر اور اس میں دیگر مندرجات پڑھکر میری خوشی میں بہت ہی اضافہ ہوا الحمد للہ۔ عاجز کی عمر ۸۶ سال کی ہوگئی ہے۔ تمام احباب جماعت بالخصوص ریاست جموں وکشمیر کی خدمت میں السلام علیکم عرض کریں اور اس عاجز کے انجام بخیر ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

عزیزم صلاح الدین شمش صاحب صدر جماعت احمدیہ شکاگو اپنے امیر صاحب جماعت ہائے احمدیہ امریکہ حضرت مرزا مظفر احمد صاحب کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے تمام احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (خواجہ عبدالغفار ڈار)

درخواست دعا

میری ساس محترمہ موہدن بی صاحبہ آف ہبلی کرناٹک ایک عرصہ سے ہائی بلڈ پریشر نیز ہرنیوں کی وجہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ مکمل شفایابی کے لئے، نیز سسر محترم کی صحت وتندرستی اور مقبول خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ میرے خالو جان محترم چوہدری سردار محمد صاحب آف لندن گزشتہ دنوں اچانک بیمار ہوگئے ایک حصہ نے کام کرنا بند کردیا۔ ڈاکٹروں نے فوری طور پر دماغ کا آپریشن کردیا۔ آپریشن خدا کے فضل سے کامیاب ہوگیا ان کی مکمل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ لمبا عرصہ موصوف لندن میں سلسلہ کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ نیز خالہ جان مقیم لندن کی صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ (چوہدری مسعود احمد مہار کارکن فضل عمر پریس قادیان)

دعائے مغفرت

● خاکسار کے بڑے بھائی مکرم صلاح الدین صاحب آف چک چٹھہ ضلع حافظ آباد پاکستان مورخہ ۰۲-۱-۲۵ بروز جمعۃ المبارک بعمر ۸۲ سال وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔ مرحوم نے بیوہ کے علاوہ تین لڑکے اور دو لڑکیاں اور دس پوتے اور چھ پوتیاں چار نواسے اور تین نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے تمام احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ (حاجی منظور احمد صاحب درویش قادیان)

● خاکسار کی والدہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد احمد صاحب سونیجہ مورخہ ۲۰۰۲-۲-۱۱ کو صبح ۶ بجے بعمر قریبا ۸۰ سال اپنے مولائے حقیقی سے جاملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کے خاوند ۱۹۵۳ء میں تحقیق کی غرض سے قادیان تشریف لائے اور قبول احمدیت کی توفیق نصیب ہوئی بعد ازاں دس سال سے زائد عرصہ کے بعد مرحومہ کو اپنے خاوند کے ہمراہ ۱۹۶۶ء میں قادیان آنے پر قبول احمدیت کی توفیق نصیب ہوئی۔ قبول احمدیت کے بعد محلہ والوں نے عموماً اور رشتہ داروں نے خصوصاً شدید مخالفت کی مگر باوجود ایسے نازک حالات کے مرحومہ کے پائے ثبات میں ایک لحہ کے لئے بھی لغزش نہیں آئی اور کامل استقامت کا نمونہ دکھایا۔ مرحومہ کے دو بیٹے تھے۔ بڑا بیٹا ایک حادثے کا شکار ہونے کی وجہ سے فوت ہوگیا تھا چھوٹا بیٹا لکھنؤ میں مصروف کاروبار ہے۔ اسی طرح تین بیٹیاں پیچھے چھوڑیں جن میں ایک خاکسارہ بھی ہے۔ اپنے خاوند کی وفات کے بعد اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ اپنی سب سے چھوٹی بیٹی مکرمہ شگفتہ ناز اہلیہ مکرم رشید احمد صدیقی کے گھر گزارا۔ دونوں میاں بیوی نے مرحومہ کی بے حد خدمت کی۔ خاکسارہ کو بھی ان کی خدمت کا موقع ملتا رہا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ مرحومہ موصیہ نہایت منکسر المزاج اور سادہ طبیعت کی مالکہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور صابرہ خاتون تھیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین مورخہ ۲۰۰۲-۲-۱۲ کانپور سے بذریعہ منی بس جنازہ بشکل تابوت قادیان لایا گیا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی جماعت احمدیہ قادیان نے بعد نماز عشاء نماز جنازہ پڑھائی بعدہ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی (گلریز بانو اہلیہ فرید احمد سونیجہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کانپور)

حج بیت اللہ کی سعادت

الحمد للہ کہ امسال خاکسار کو مع اہلیہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ خاکسار حج قافلہ کیساتھ 14 فروری کو چٹاگانگ سے سعودی عرب ایئر لائنز کے ذریعہ روانہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ کا حج قبول فرمائے۔ آمین۔ (خاکسار محمد یعقوب علی چٹاگانگ بنگلہ دیش)

بقیہ صفحہ: (2)

ہے۔ دیہات کے لاکھوں لوگ ابھی بھی انہی رسوم ورواج کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اس چیز کو مزید ہوا دینے کے ذمہ دار ہمارے آج کے سیاستدان ہیں جو اپنے اپنے مفادات کی خاطر نہیں چاہتے کہ کٹر واد اور مذہبی تعصب ختم ہو۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ہندو انتہا پسند پارٹیوں کی بقا صرف اور صرف ہندتو کو بڑھاوا دینے پر ہی منحصر ہے پھر کیوں وہ رام مندر کے مدعے کو نہیں اٹھائیں گے۔ کس طرح وہ ہندوؤں کے دلوں سے اس چنگاری کو بجھنے دیں گے۔ بلکہ وہ تو ہر آن اس کوشش میں ہیں کہ بجھتی ہوئی اور ٹھنڈی ہوتی ہوئی چنگاریوں کو ساتھ ساتھ ہوا دی جاتی رہے تا کہ ان کے سیاسی مفادات کو نشو ونما دینے والا مسئلہ کہیں ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ اس مسئلہ کے حل کی خاطر یہ لوگ مندروں کے پجاریوں مہنتوں کو اور بعض پارٹیاں مسلمان مولویوں کو اہمیت دیتی ہیں اور یہ پنڈت اور ملا بھی سیاست کی اس دکان میں اپنے مفادات کے لالچ میں عوام کو باقاعدہ اشتعال دلاتے ہیں اس سے وقتی طور پر ووٹ حاصل کرنے کا مسئلہ تو حل ہو جاتا ہے لیکن دو قوموں میں پہلے سے پڑی ہوئی دراڑ مزید چوڑی ہوتی رہتی ہے اور دبی ہوئی چنگاریاں سیاستدانوں اور مذہبی لیڈروں کے پنکھوں سے مشتعل ہوکر جب موقع ملے اپنے ماحول کو خاکستر کرتی رہتی ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ 1990ء میں نکالی جانے والی رتھ یاترا کے وقت بھی گجرات میں فساد ہوا تھا اور اس وقت کے بی. جے. پی. کے صدر لال کرشن ایڈوانی کو گرفتار کرلیا گیا تھا جس کی مخالفت میں 30 اکتوبر کو بھارت بند کا اہتمام کیا گیا تھا اس وقت بھی احمد آباد میں فرقہ وارانہ فسادات پھوٹ پڑے تھے اور یہاں قریبا ایک ماہ تک کرفیو رہا تھا۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان سیاستدانوں اور مذہبی علماء کے ساتھ کام کرنے والے ورکر اس قدر سخت مزاج اور تند خو بنا دئے جاتے ہیں کہ وہ کسی صورت میں بھی مفاہمت اور سمجھوتے کی زبان سمجھنے کا نام ہی نہیں لیتے ایسی ریلیوں کے وقت میں معصوم عوام کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے یہ لوگ غریب دوکانداروں اور ریڑھیوں پر چائے بیچنے والوں سے بغیر قیمت دئے چیزیں لینا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ بغیر ٹکٹ لئے اور بغیر ریزرویشن کروائے ریل گاڑیوں میں بیٹھنا اپنا پیدائشی حق تصور کرتے ہیں چاہے کوئی کیسا ہی ضرورتمند اور پریشان حال مسافر ہو ان کی نظر میں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ خود راقم الحروف کو بھی ایسی مصیبت جھیلنی پڑی ہے جبکہ ایک سیاسی ریلی کے موقع پر سیاسی پارٹیوں کے ورکروں نے تمام ریل گاڑی پر ایسے قبضہ جمالیا تھا گویا وہ ان کی اپنی ملکیت ہو۔ منت سماجت کرنے پر بھی یہ لوگ نہ مانے بالآخر محکمہ ریلوے کو مسافروں کو ان کی رقوم واپس کرنی پڑیں۔

یہ ہے اس گندی سیاست کا اثر جس کو آجکل کے معصوم شہری برداشت کر رہے ہیں کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ایسی سیاست کو خیر باد کہکر سیاست کے لئے ایسے راہنما اصول تجویز کئے جائیں جس سے ملک وقوم کا بھلا ہو۔ لیکن بالآخر ایسا کرے گا کون......؟!

جہاں تک بابری مسجد کا تعلق ہے عدالت عالیہ میں یہ معاملہ ایک متنازعہ حیثیت میں پیش ہے۔ تا وقتیکہ اس کا فیصلہ ہو جائے ہر دو فریق کو صبر وتحمل سے اس کا انتظار کرنا چاہئے۔ مسلمان تو اس معاملہ میں خاموش ہیں لیکن ہندوؤں کے بعض طبقوں کی جانب سے عدالت کے فیصلے کا انتظار کئے بغیر ایسی کاروائیاں ہو رہی ہیں جن کو معلوم نہیں توہین عدالت کہا جانا چاہئے یا نہیں؟ اور پھر یہ پہلا موقع نہیں کہ عدالت کے فیصلے کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کی جا رہی ہو بلکہ اس سے پہلے بھی بابری مسجد کو گرا کر عدالت کے فیصلہ کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی گئی ہے اور 13 مارچ کے روز رام مندر کے تعمیر کے آغاز کی بات بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اسی طرح بار بار ایک طرف تو لا اینڈ آرڈر کے مسائل کھڑے کئے جا رہے ہیں اور دوسری طرف عدالت عالیہ کے وقار کو بھی مجروح کیا جا رہا ہے انتظامیہ اور عدلیہ کے وقار کو اسقدر مجروح کئے جانے کے باوجود اس پر اسرار خاموشی کا بھلا کیا مطلب ہے اس تعلق میں ہم کچھ مزید لکھنا نہیں چاہتے......!؟

(منیر احمد خادم)

بقیہ صفحہ: (24)

شام کو صلیب پر لٹکانے کا منصوبہ بنایا۔ جوزف آرمیتھا نے یسوع کے جسم کے لئے جب پیلاطوس سے درخواست کی تو فوراً انہوں نے قبول کی۔ یہ بھی ان کی ایک سوچی سمجھی سکیم تھی۔

کتاب کا یہ بھی دعوی ہے کہ یسوع کو صلیب پر جو شراب دی گئی تھی اس میں بے ہوش کرنے والی دوائی ملائی گئی تھی۔ اس کے پینے کے بعد آپ ایک مردے کی مانند بے ہوش ہوگئے تھے۔

ماہنامہ 'ٹائم' اپنی 10 دسمبر 1965ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ کیلیفورنیا یونیورسٹی کے ایک سائنسدان پروفیسر میکائل جے ہارنر نے اس خیال کی تصدیق کی ہے۔

صلیب پر سے زندہ بچ کر تین دن علاج معالجہ کے بعد قبر نما کمرے سے باہر نکل کر یسوع نے اپنے شاگردوں سے ملاقات کی اس کے بعد اپنی گمشدہ بھیڑ کی تلاش میں سفر کیا بالآخر سکون کی زندگی بسر کرنے کے بعد طبعی موت مرے۔ اگر یہی صورت حال ہے تو لازماً انہیں انسان کہنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی صلیب ٹوٹ جاتی ہے۔ اور عیسائیت ختم ہو جاتی ہے۔

1998ء میں یہ کتاب شائع ہوئی تھی اس وقت بین الاقوامی بک فیئر میں یہ کتاب زیادہ تر منظر عام پر آئی ہے۔ اس کی بکری بہت تیزی سے ہو رہی ہے سٹاک ختم ہونے پر دوبارہ منگوائی گئی ہے"

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Tel Fax :(0091)01872-20757
Tel Fax:(0091) 01872-21702

Vol:51 Wednesday 13 th. March 2002 Issue. No. 11

جماعت اسلامی اور پادریوں کے رکاوٹ ڈالنے کے باوجود

کوٹائم (کیرلہ) کے بین الاقوامی بک فیئر میں جماعت احمدیہ کا کامیاب بک سٹال

''یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے''

جماعت احمدیہ کی کتاب سے متاثر ہو کر کیرلہ کے کثیر الاشاعت 'منگلم' کا تبصرہ

رپورٹ مکرم محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ کالیکٹ

خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے کیرلہ کے 'کوٹائم' میں ہونے والے بین الاقوامی بک فیئر میں جماعت احمدیہ کا بک سٹال ہزاروں افراد ومتلاشیان حق کی توجہ کا مرکز بنا۔ اس بک سٹال میں قرآن مجید مالایالم ترجمہ، اسلامی اصول کی فلاسفی، مسیح ہندوستان میں، مذہب کے نام پر خون وغیر کتب کے مالایالم ترجمے کثیر تعداد میں فروخت ہوئے۔ علاوہ ازیں ایک کتاب 'صلیب پر غلبہ پانے والا یسوع' موضوع بحث بنی ہوئی ہے۔ اس موقع پر جماعت اسلامی والے عیسائی پادریوں کے ساتھ مل کر ہمارا بک سٹال بند کرنے کی بہت کوشش کرتے رہے لیکن ناکام رہے۔

کیرلہ سے کثیر تعداد میں شائع ہونے والے ''منگلم'' روزنامہ اخبار میں اس تعلق سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اخبار لکھتا ہے

(کوٹائم) ''ایک کتاب یہاں موضوع بحث بنی ہوئی ہے جس میں تحریر ہے کہ یسوع مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ یسوع مسیح تین دن کے بعد جی اٹھے تھے۔ کوٹائم میں منعقدہ بین الاقوامی بک فیئر میں کتاب 'صلیب پر غلبہ پانے والا یسوع' بہت تیزی سے فروخت ہو رہی ہے۔ اس کتاب میں عیسائی عقائد کی بنیاد ہی ہلا دینے والی باتیں درج ہیں۔ پولیس نے کوشش کی تھی کہ اس کتاب کی اشاعت روک دی جائے لیکن چونکہ اس کتاب کی اشاعت پر کوئی پابندی یا ممانعت نہیں تھی اس لئے اقدام سے پیچھے ہٹ گئی۔ کینانور کی مجلس انصار اللہ سٹیٹ نے یہ کتاب شائع کی ہے اور یہ سلسلہ احمدیہ کی تصنیف ہے۔

اس کتاب میں نہ صرف کیتھولک سبھا کی تردید کی گئی ہے بلکہ عیسائی عقائد کی بنیاد 'یسوع مسیح کے صلیب پر سے جی اٹھنے' کی ہی تردید کی گئی ہے۔ یہ کتاب کہتی ہے کہ یہودی علماء کی شازش کے نتیجہ میں یسوع مسیح ۳۳ سال کی عمر میں صلیب پر لٹکائے گئے تھے۔ لیکن اس پر ان کی وفات نہیں ہوئی تھی۔ تین گھنٹے صلیب پر لٹکائے جانے کے بعد یسوع کو ان کے شاگردوں نے نیچے اتارا تھا اس کے بعد انہیں ایک باغ میں لے جایا گیا اور ایک قبر نما کمرے میں ان کا علاج کروایا گیا۔ اس کے بعد وہ روبصحت ہوئے۔ کتاب کہتی ہے کہ نیکودیموس نامی ایک حکیم نے یسوع کا علاج کیا اور جو مرہم لگایا وہ مرہم عیسیٰ کے نام سے آج بھی مشہور ہے۔ یسوع مسیح کے شاگردوں کا یہ خیال تھا کہ یسوع صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے نہ صرف یہ بلکہ ان کے صحت مند ہونے کے بعد علاقہ جلیل میں جانے سے قبل انہوں نے اپنے شاگردوں سے ملاقات کی تھی اور اپنے جسم اور ہاتھ پاؤں کے زخموں کو دکھایا۔ اور ان کے ساتھ ملکر کھانا کھایا اور انہیں تاکید کی کہ ان کے بچائے جانے کی خبر کسی کو نہ ہونے پائے۔ اگر یسوع مسیح جسم کے بغیر صرف روح کے ساتھ اپنے شاگردوں سے ملاقات کی ہوتی تو انہیں کھانے پینے کی حاجت نہ ہوتی اور نہ ہی پکڑے جانے کے خوف سے چھپتے پھرنے کی نوبت آتی۔

جب یسوع مسیح کے پہلو پر پہریداروں نے نیزہ مارا تو جسم سے بہتا ہوا خون اور پانی نکلا یہ اس بات کی دلیل تھی کہ یسوع کی وفات نہیں ہوئی تھی کتاب کہتی ہے کہ یسوع کے جی اٹھنے کا ڈرامہ ان کے قریبی شاگرد اور وہاں کے ذی اثر شخص جوزف آرمیتھا اور پنڈت نیکودیمس کا بنایا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں آپ کے قتل کا فیصلہ کرنے والے جج پیلاطوس نے آپ کو صلیب پر سے بچانے کے لئے بعض خفیہ منصوبے بھی بنائے تھے۔ پیلاطوس جانتے تھے کہ غروب آفتاب کے بعد سبت کا دن شروع ہوتا ہے اور اس وقت یسوع کو صلیب پر لٹکنا نہ پڑے گا۔ لہذا انہوں نے عمداً جمعہ کی

باقی صفحہ (23) پر ملاحظہ فرمائیں

ക്രിസ്തു കുരിശിൽ മരിച്ചില്ല;ഉയർത്തെഴുന്നേറ്റുമില്ല: പുസ്തകം വിവാദമാകുന്നു

ജോസ് ആൻഡ്രൂസ്

കോട്ടയം: യേശുക്രിസ്തു കുരിശിൽ മരിച്ചില്ലെന്നും മൂന്നുനാൾ കഴിഞ്ഞ് ഉയിർത്തെഴുന്നേറ്റുവെന്നു പറയുന്നത് ശുദ്ധകാപട്യമാണെന്നും സ്ഥാപിക്കുന്ന പുസ്തകം വിവാദമാകുന്നു.

കോട്ടയം അന്താരാഷ്ട്രപുസ്തകമേളയിലാണ് കുരിശിനെ അതിജീവിച്ച യേശു എന്ന പുസ്തകം അതിവേഗം വിറ്റഴിയുന്നത്. ക്രൈസ്തവ വിശ്വാസത്തിന്റെ ആണിക്കല്ലിളക്കുന്ന വിധത്തിലുള്ള പരാമർശങ്ങളാണ് പുസ്തകത്തിലുടനീളം. വിമർശനങ്ങൾക്കിടയാക്കിയതോടെ പുസ്തകത്തിന്റെ വിതരണം ഒഴിവാക്കാൻ കോട്ടയത്ത് പോലീസ് ശ്രമിച്ചെങ്കിലും നിരോധിക്കപ്പെടാത്ത പുസ്തകമായതുകൊണ്ട് ഉദ്യമത്തിൽനിന്നു പിന്മാറുകയായിരുന്നുവെന്ന് അറിയുന്നു. കണ്ണൂരിലുള്ള മജ്‌ലിസ് അൻസാറുല്ലാ സ്റ്റേറ്റ് കമ്മിറ്റിയാണ് പുസ്തകം പ്രസിദ്ധീകരിച്ചിട്ടുള്ളത്. അഹമ്മദിയ എന്ന മുസ്ലിം മൂവ്മെന്റിന്റെ പ്രവർത്തകരുടേതാണിത്.

കത്തോലിക്കാ സഭയുടെ മാത്രമല്ല ക്രൈസ്തവ വിശ്വാസത്തിന്റെതന്നെ അടിസ്ഥാന പ്രമാണമായ ക്രിസ്തുവിന്റെ പുനരുത്ഥാനമാണ് പുസ്തകത്തിൽ ഖണ്ഡിക്കുന്നത്. പുരോഹിത പരിഷകളുടെ ഉപജാപഫലമായി യേശു 33-ാമത്തെ വയസിൽ കുരിശിൽ തറയ്ക്കപ്പെട്ടെങ്കിലും അദ്ദേഹം അവിടെക്കിടന്നുമരിച്ചില്ലെന്നാണ് ഇതിൽ പറയുന്നത്. മൂന്നുമണിക്കൂർ മാത്രം കുരിശിൽ കിടന്ന ക്രിസ്തുവിനെ താഴെയിറക്കിയ ശിഷ്യന്മാർ അദ്ദേഹത്തെ സമീപത്തുള്ള ഒരു തോട്ടത്തിലെ കല്ലറയിൽ കൊണ്ടുപോയി കിടത്തി ശുശ്രൂഷിക്കുകയും അദ്ദേഹം സുഖംപ്രാപിക്കുകയും ചെയ്തുവത്രെ.

പുസ്തകത്തിൽ ഇങ്ങനെ പറയുന്നു നിക്കോ ദെമോസ് എന്ന ഭിഷഗ്വരൻ യേശുവിനെ ചികിത്സിച്ചതായും പിൽക്കാലത്ത് മർഹമെ ഈസാ എന്നപേരിൽ വൈദ്യശാസ്ത്രത്തിൽ അറിയപ്പെട്ട മുറും പുകയ്ക്കാനുള്ള ഒരുതരം സുഗന്ധദ്രവ്യവും ചേർത്തുണ്ടാക്കിയ മിശ്രിത മരുന്ന് ലേപനം ചെയ്ത് യേശുവിന്റെ മുറിവുകൾ ഉണക്കിയതായുമുള്ള ചരിത്ര വിവരണങ്ങളിൽനിന്ന് (ഏതു ചരിത്രമെന്നു പറയുന്നില്ല) യേശു കുരിശിൽ വച്ച് മരിക്കാതെ രക്ഷപ്പെട്ടതായി ശിഷ്യന്മാർ വിശ്വസിച്ചിരുന്നതായി മനസിലാകുന്നു.

മാത്രമല്ല ക്ഷീണവിമുക്തനായി യേശു ഗലീലിയായിലേക്കു പുറപ്പെടുന്നതിനു മുമ്പ് ശിഷ്യന്മാരെ സന്ദർശിക്കുകയും എല്ലും മാംസവും അടങ്ങുന്ന ഭൗതികശരീരവും കൈകാലുകളിലുള്ള മുറിവടയാളങ്ങളും കാണിച്ചുകൊടുക്കുകയും അവരോടൊപ്പം ഭക്ഷണം കഴിക്കുകയും താൻ ജീവിച്ചിരിക്കുന്നുവെന്ന വിവരം പുറത്തുപറയരുതെന്ന് അവർക്ക് താക്കീത് നൽകുകയും ചെയ്തു. ആധുനിക പള്ളിമതം അവകാശപ്പെടുന്നതുപോലെ സൂക്ഷ്മശരീര സമ്മതനായിട്ടോ അമാനുഷശക്തിയാൽ പ്രഭാവിതനായിട്ടോ ആണ് ക്രിസ്തു, ശിഷ്യന്മാരുടെയിടയിൽ പ്രത്യക്ഷപ്പെട്ടിരുന്നതെങ്കിൽ അദ്ദേഹത്തിന് ആഹാരപാനീയാദികൾ വേണ്ടിവരുകയോ ആത്മാവിന്മേൽ യാതൊരു സ്വാധീനവും നിയന്ത്രണവുമില്ലാത്ത റോമാക്കാരെയും യഹൂദപ്രമാണിമാരെയും ഭയന്ന് ഒളിച്ചുനടക്കേണ്ടിവരുകയോ ചെയ്യുമായിരുന്നില്ലെന്നു വ്യക്തമാണ്.

മരിച്ചതായി പറയപ്പെട്ട യേശുവിന്റെ വിലാപ്പുറത്ത് പടയാളികളിലൊരാൾ കുന്തംകൊണ്ട് കുത്തിയപ്പോൾ രക്തവും വെള്ളവും പുറപ്പെട്ടത് മരിച്ചില്ലെന്നതിന്റെ തെളിവായി പുസ്തകത്തിൽ പറയുന്നു. യേശുവിന്റെ പുനരുത്ഥാന നാടകം ആസൂത്രണം ചെയ്തത് അദ്ദേഹത്തിന്റെ അടുത്ത ശിഷ്യനും നാട്ടുപ്രമാണിയുമായ അരിമത്യയിലെ ജോസഫ്, പണ്ഡിതനായിരുന്ന നിക്കോദേമോസ് എന്നിവരാണെന്നും പുസ്തകം പറയുന്നു. ഒപ്പം യേശു കുരിശുമരണത്തിൽ നിന്ന് രക്ഷപ്പെട്ടുകാണാൻ അദ്ദേഹത്തെ മരണത്തിനു വിധിച്ച പീലാത്തോസ് തന്നെ ചില രഹസ്യനടപടികൾ സ്വീകരിച്ചെന്നാണ് പറയുന്നത്.

പിറ്റേന്ന് ശബത്ത് ആയതിനാൽ അസ്തമയത്തിനുശേഷം യേശുവിന് കുരിശിൽ കിടക്കേണ്ടിവരുകയില്ലെന്ന് നല്ലപോലെ അറിയാവുന്ന പീലാത്തോസ് വെള്ളിയാഴ്ച സായാഹ്നം കുരിശുമരണത്തിനു തെരഞ്ഞെടുത്തത് മനഃപൂർവമാണെന്നും പറയുന്നു. അരിമത്യയിലെ ജോസഫ് യേശുവിന്റെ ശരീരത്തിനുവേണ്ടി ഗവർണർ പീലാത്തോസിനോട് ആവശ്യപ്പെട്ടയുടനെ അദ്ദേഹം അതനുവദിച്ചത് മുൻകൂട്ടി ആസൂത്രണം ചെയ്തതനുസരിച്ചാണത്രെ. ഈ ഗൂഢാലോചനയിൽ യേശുതന്നെ ഉൾപ്പെട്ടിരുന്നതായും പുസ്തകത്തിൽ ആരോപിക്കുന്നുണ്ട്.

ജീവൻ വെടിയുന്നതിനു തൊട്ടുമുമ്പ് യേശുവിന് കുടിക്കാൻ കൊടുത്തത് മാഡ്രേക്ക് എന്ന വിഷച്ചെടിയിൽനിന്നുണ്ടാക്കിയ ഒരുതരം മയക്കുമരുന്നാണെന്നാണ് മറ്റൊരു വാദം. അത് കുടിച്ചശേഷമാണ് മരിച്ചതുപോലെ യേശു ബോധരഹിതനായത്. കാലിഫോർണിയ യൂണിവേഴ്സിറ്റിയിലെ നരവംശ ശാസ്ത്രജ്ഞനായ മിഖായിൽ ജെ. ഹാർണർ ഈ അഭിപ്രായത്തെ ന്യായീകരിക്കുന്നുണ്ടെന്നും ടൈംമാസികയുടെ 1965 ഡിസംബർ 10-ലെ ലക്കത്തിൽ ഇതേക്കുറിച്ച് പറയുന്നുണ്ടെന്നും പുസ്തകത്തിലുണ്ട്.

ക്രിസ്തുമതത്തിന്റെ അടിസ്ഥാനശിലയായ യേശുവിന്റെ ഉയിർപ്പിലുള്ള വിശ്വാസത്തെ ചോദ്യംചെയ്യുന്നതിലൂടെ യഥാർഥത്തിൽ സംഭവിക്കുന്നതെന്താണെന്ന് ഗ്രന്ഥകർത്താവായ കെ.പി.എ. റഹ്മാന് ഉത്തമബോധ്യമുണ്ട്. പുസ്തകത്തിന്റെ ആമുഖപ്രസ്താവനയിൽ പറയുന്നത് ശ്രദ്ധേയമാണ്. ക്രിസ്തു ദൈവമാണോ? ആണെങ്കിൽ ക്രിസ്തുമതത്തിനു പ്രസക്തിയുണ്ട്. ദൈവമല്ലെങ്കിലോ? കുരിശിൽ കൊല്ലപ്പെടാതെ, മൂന്നുനാളത്തെ ചികിത്സയിലും ശുശ്രൂഷയിലും രക്ഷപ്പെട്ട്, പുറത്തേക്കുവന്ന് ശിഷ്യഗണങ്ങളുമായി സംസാരിച്ച് തന്റെ ദൗത്യപൂരണത്തിനായി കാണാതെപോയ കുഞ്ഞാടുകളെയും അന്വേഷിച്ച് യാത്രചെയ്ത് ഒടുക്കമൊരു പിറഭൂമിയിൽ ശാന്തജീവിതം നയിച്ച് വയസേറെ ചെന്നശേഷം സ്വാഭാവിക മരണം വരിച്ച ഒരു മനുഷ്യനാണ് അദ്ദേഹമെങ്കിലോ? കുരിശ് തകരുന്നു. ആ തകർച്ചയിൽ തകർന്നില്ലാതാകുന്നത് ക്രിസ്തുമതംതന്നെ.

98-ൽ പ്രസിദ്ധീകരിക്കപ്പെട്ടതാണെങ്കിലും ശ്രദ്ധിക്കപ്പെടാതിരുന്ന പുസ്തകത്തിന് അന്താരാഷ്ട്ര പുസ്തകമേളയിൽ വൻ വില്പനയാണ്. സ്റ്റോക്ക് തീർന്നതിനെ തുടർന്ന് പുസ്തകങ്ങൾ പ്രസാധകർ വീണ്ടുമെത്തിച്ചിരിക്കുകയാണ്.